تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا تجعلوا ندا

۱۲۹۳

گفتگوی مذہبی

۱۲۹۳

جو بمقام شاہجہانپور ہندو مسلمان و عیسائیونکی علمانے کی - یعنے

واقعہ میلہ خداشناسی

۱۲۹۳

مطبع ضیائی میرٹھ میں باہتمام طالب النجات محمد حیات چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ من نتائج فکر جناب

مولوی عبد الحکیم صاحب المتخلص بہ حکیم رئیس میرٹھ

خلق اندر راه او سرگشته اند	غیرت ره الاسلطان الهدی
از زمین تا آسمان سبز فام	جمله بر یکتائیش آمد گوا
این زن و بابا که مر مخلوق راست	بر نتابد ذات پاک کبریا
غیرت حق ساختش مصروف غم	آنکه عیسیٰ را ہمے دانند خدا
تیغ تیز ... میدان کلام	ہمچنین گویند هکذا و هکذا
نعره توحید برق خاطف ست	بر خس و خاری که زد کردش فنا
الله الله شهسواران توحید	چابک اند این گوی این میدان بها
در ره تحقیق مرکب رانده اند	سابقون السابقون در نهها
این ز مولانا محمد قاسم ست	رمز توحیدی صفا اندر صفا
تا بگفتا این سخن در انجمن	رفت در دلها ز راه گوشها
مشرقی و مغربی گشته بهم	بر سماع این حدیث دلکشا
آنچنان تثلیث را افشرده اند	جانش از قالب برآمد بر ملا
چون برآمد جان تثلیث ای حکیم	انتهوا خیر الکم آمدند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان پر آفتاب و چشم ہا کور ﴿ جہان پر از حدیث و گوش ہا کر - خدای جل جلالہ کی توحید کا نعرہ
ابتدا سی بلند ہوا ہی اور یہہ ہی ایک چیز ہی کہ انتہا تک جسکا زور و شور ایک جہان کی کانون کو زندہ کرتا رہیگا
رہیگا میدان توحید کی پیشرو اور اس منزل یکتائی کی رہنما تو ہر زمانہ مین ہوتی رہی لیکن آخر ہی
دور مین جسنی توحید کا ڈنکا بجایا اور ہر نسل انسان مین خدا پرستی کا سکہ بٹھایا اور اس سرے سی
اوس سرے تک دنیا کو خواب غفلت سی جگایا اوسکی حقیقت اور سچائی کا اعتراف بھی ایسا ہی واجب
ہی جیسا کہ توحید کا اقرار ہر قلب سلیم اور عقل مستقیم کے لئی ایک امر وجدانی ہی مگر بعض آنکھون کے
لئی عینک درکار اور بعض کانون کی واسطی بانگ بلند کی بھی احتیاج ہوتی ہی - پس یہہ کب ہوسکتا ہے
کہ وہ روحانی عینک اور حقانی بانگ جسنی کانون کو سماعت آنکھون کو بصارت عقل کو بصیرت
دلکو بشارت بخشی ہی مشتاقان تحقیق اور آرزومندان تدقیق کی و برو پیش کیجاوی لہذا بندہ
گنہگار راجی مغفرت پروردگار محمد ہاشم علی مہتمم مطبع ہاشمی میرٹھ اور
طالب نجات محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی میلہ خداشناسی کی مفصل کیفیت طالبان حق اور حق
پرستان کی غرض سے خدمت مین راست راست بی کم و کاست عرض کرتی ہین مگر بعض مضامین مجمل کو
لفظ یعنی وغیرہ سی تفسیر کر کے سہولت فہم ناظرین کی لئی مفصل لکھدیا ہی - وہو ہذا - پادری نوبلس
صاحب انگلستانی پادری شاہجہان پور اور منشی پیارے لال کبیر پنتھی ساکن موضع چاندا پور متعلق
شہر شاہجہان پور نی ملکر سنہ ۱۸۷۶ع مین ایک میلہ بنام میلہ خداشناسی موضع چاندا پور مین جو شہر
شاہجہان پور سی پانچ چھہ کوس کی فاصلہ پر لب دریا واقع ہی مقرر کیا اور تاریخ میلہ کی ٹھہرائی
اور اشتہار اس مضمون کی اطراف و جوانب مین بھجوائی غرض اس میلہ کی اوسکی نام ہی سی معلوم ہوگئی

ہوگی مگر بنظر مزید توضیح ہم بہی عرض پرداز ہیں کہ اصل غرض تحقیق مذہبی تہی اور منشا اشتہار کا یہہ تہا
کہ ہر مذہب کے آدمی آئیں اور اپنے اپنے مذہب کے دلائل سنائیں تفصیل قواعد آگے معلوم ہوگی بالفعل یہہ
عرض ہے کہ راویان صادق کی فرمانے سے یہہ معلوم ہوا کہ مولوی محمد قاسم صاحب ساکن نانوتہ ضلع سہارنپور کو
اونکے بہائی مولوی محمد منیر صاحب مدرس مدرسہ سرکاری بریلی نے مولوی الہی بخش عرف مولوی رنگین
بریلوی کیطرف سے جو رد نصاری میں شب و روز سرگرم رہتے ہیں اس اشتہار کی اطلاع دی اور
یہہ لکہا کہ آپ بہی وقت مقرر پر ضرور آئیں اوسوقت تو مولوی صاحب نے یہی لکہہ بہیجا کہ ابہی کچہہ
کہہ نہیں سکتا مگر بوجہ دور اندیشی مولوی محمد منیر صاحب سے اسباب کی خواستگار ہوے کہ کیفیت
مناظرہ اور محل نزاع سے اطلاع دیجے اسکا جواب کچہہ نہ آیا تہا کہ ایک خط شاہجہانپور سے بہی
باستدعا شرکت آیا اوس خط کے پہنچتے ہی مولوی صاحب اپنے وطن سے پا پیادہ روانہ ہوے اور دیوبند
میں ایک شب قیام کر کے آگے کا رستہ لیا مظفرنگر اور میرٹہ میں ایک ایک شب رہکر دہلی پہنچے مولوی محمد منیر
صاحب کا جواب وہیں پہنچا اونہوں نے بحوالہ مولوی عبدالحی صاحب انسپکٹر پولیس شاہجہانپور کچہہ ایسا
لکہا تہا کہ یہہ قصہ بے اصل ہے علما کے آنے کی حاجت نہیں اسپر گو ارادہ سست ہوگیا مگر بنظر احتیاط
ایک خط شاہجہانپور کو لکہا کہ آپ بلاتے ہیں اور مولوی محمد منیر صاحب یوں لکہتے ہیں اسلیے تردد ہے
آپ مفصل لکہیے اسکے جواب میں ۴ مئی کو اول تو ایک تار برقی آیا جسکا مضمون قریب شام یہہ معلوم
ہوا کہ ضرور آئیے اور اوسکے بعد ایک خط پہنچا جسکا مضمون یہہ تہا کہ مولوی عبدالحی صاحب کو غلطی ہوئی
آپ آئیں اور مولوی سید ابو المنصور صاحب کو ساتہہ لائیں کیونکہ پادری نول صاحب کو جو بڑے لسان اور
مقرر ہیں یہہ دعوی ہے کہ بمقابلہ دین عیسوی دین محمدی کی کچہہ حقیقت نہیں اسپر مولوی محمد قاسم صاحب نے
ارادہ کیا اور ۵ مئی کو بعد عشا معیتہ مولوی فخر الحسن صاحب ساکن گنگوہ ضلع سہارنپور و مولوی محمود حسن
صاحب ساکن دیوبند ضلع سہارنپور و مولوی رحیم اللہ صاحب ساکن بجنور ریل پر پہنچے ادہر سے حسب
وعدہ مولوی سید ابو المنصور صاحب دہلوی امام فن مناظرہ اہل کتاب معیتہ مولوی سید محمد علی صاحب
دہلوی و میر حیدر علی صاحب دہلوی تشریف لائے اور سب ملکر گیارہ بجے کی ریل میں سوار ہو کر

روز شنبہ ۶ ۔ مئی کو بعد عصر شاہجہانپور پہنچے مولوی صاحب نے انکو چھپانا چاہا اور یہہ ارادہ
کیا کہ رات کو سرائے مین گذر کر لو علی الصباح مجلس مناظرہ مین جا بیٹھینگے غرض مولوی
صاحب سب ساتھیونکو چھوڑ کر مولوی محمود حسن صاحب کو اپنے ہمراہ لیکر چپکے سے شہر کو ہو لئے قصہ مختصر رات کو
ایک سرائے مین آرام فرمایا مگر ایک دو شخص کو خبر ہو ہی گئی قریب دو بجے رات کے سرائے
مین جا کر مولوی صاحب کو جا گھیرا اس پر اصرار ناچار مولوی صاحب وہانکے مکان پر تشریف لے گئے
یہہ مناظرہ مقررہ خاص شاہجہانپور مین نہ تھا بلکہ ایک گانون چاندا پور جو شاہجہانپور سے
۵ یا ۶ میل کے فاصلہ پہ ہے وہان مناظرہ مقرر ہوا تھا اور بانی اس مناظرہ کے وہی
منشی پیارے لعل جو دولتمند اور وہانکے رئیس ہین تھے کہتے ہین کہ سبکو کھانا اور خیمے وغیرہ
اوہین کی طرف سے ملی تھی ۔ بالجملہ مولوی صاحب صبح کی نماز پڑھکر پا پیادہ ہی چاندا پور مین جا پہنچے
خیمے پہلے سے قائم ہو گئے تھے اور مولوی محمد طاہر صاحب عرف موتی میان رئیس شاہجہانپور جو
مولوی مدن صاحب کی اولاد مین سے ہین جو مشاہیر علماء ہند مین سے تھے اور بالفعل عہدہ آنریری
مجسٹریٹی پر ممتاز ہین ۔ سرکار کیطرف سے مہتمم مقرر ہوئے تھے اور ایک خیمہ عظیم و وسیع مین یہہ
مجلس منعقد ہوئی اسطرح کہ بیچ مین ایک میز رکھی گئی اور اوسکے دونون جانب آمنا سامنے
کرسیان وغیرہ بچھگئیں ایکطرف پادریان عیسائی اور مقابلہ مین علماء اہل اسلام بیٹھ گئے اور
بین الصفین میز کے سامنے موتی میان صاحب قلمدان و کاغذ لیکر بیٹھ گئے اور قواعد مناظرہ
لکھے اور بعض سوال و جواب علی سبیل الاختصار اور سوا اسکے بعض امور دیگر بھی رئیس
مہتمم قلمبند کرتے جاتے تھے ۔ منجملہ شرائط مناظرہ کے یہہ امر بھی تھا کہ ہر ایک فریق اپنا وعظ
دربارہ حقیت اپنے مذہب کے کھڑا ہوکر بیان کرے بعدہ فریق ثانی اوسپر اعتراضات کرے ۔
اور مدت مناظرہ پہلے سے دو روز مقرر تھی مگر شروع مناظرہ سے گھڑی دو گھڑی پیشتر بوجہ اصرار مولوی
محمد قاسم صاحب پادری صاحب نے بشرط تسلیم منشی پیارے لال تین روز کے مناظرہ کا وعدہ کرلیا تھا
اور مدت وعظ کے ۱۵ منٹ اور سوال و جواب کے ۱۰ منٹ قرار پائے اور جب تک کہ ایک شخص

اپنی تقریر پوری کرکے بیٹھ نجائے تب تک دوسرا شخص اوسکے کلام کی تردید یا تائید کرے ۔ اگرچہ اس امر مین مولوی محمد قاسم صاحب نے بہت چاہا کہ مدت وقت اور بڑہا دیجاوے اور یہہ بھی فرمایا کہ اتنے عرصہ مین حقیت مذہب کا حقہ ثابت نہو سکیگی ۔ مگر عیسائیون نے نمانا ۔ اور اگرچہ بظاہر مناظرہ کرنیوالے تین فریق قرار پائے تھے مسلمان ۔ عیسائی ۔ ہندو ۔ مگر درحقیقت اصل گفتگو مسلمان اور عیسائیون مین تہی ۔ قصہ مختصر اول منشی پیارے لال صاحب کبیر پنتھی جو بانی مبانی جلسہ تہے کہڑے ہوئے اور ایک تحریر پڑہی جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ میان کبیر نے کنول کے پہول مین جنم لیا اور اونکے پنتھ مین جاگتے سوتے برابر سانس چلتا رہتا ہے شاید یہہ مطلب ہو کہ ہردم ذکر جاری رہتا ہے اسپر اہل اسلام کیطرف سے اول تو مولوی محمد طاہر صاحب عرف موتی میان رئیس اعظم شاہجہانپور نے جو منشی جلسہ ہی تہے یہہ پوچہا کہ کنول کے پہول سے انکی کیا مراد ہے اوسکے جواب مین شاید اونہون نے یہی کہا کہ یہی پہول ہوتا نہین ۔ اوسکے بعد مولوی نعمان خان صاحب نے یہہ ارشاد فرمایا کہ امور باطنہ سے افضلیت مذہب پر استدلال نہین ہوسکتا یعنے طالب حق کو کیونکر معلوم ہوسکتا ہے کہ اس پنتھ مین یہ بات ہے اور آپ کیونکر انکار کرسکتے ہین کہ اورون مین یہ بات نہین سوا ان دونون صاحبون کے منشی صاحب کی تقریر کو کسینے اہل اسلام مین سے قابل التفات نہین سمجہا نہ دعوے مسموع ہونے کے قابل نہ دلیل سننے کی لائق اور نہ یہہ یاد پڑتا ہے کہ کوئی پادری اونسے الجہا ہو ہان بعض ہنود جو اوس پنتھ کے تہے منشی صاحب سے کچہہ الجہتے رہے جسکا حاصل طرفین سے بجز سامعہ خراشی اور کچہہ نہ تہا سو تہوڑی دیر کے بعد اس قصہ سے تو فراغت ہوئے اور اوسکے بعد بڑے پادری صاحب کہڑے ہوئے نام اونکا بعض اشخاص پادری نول صاحب اور بعض پادری نوبس صاحب بتلاتے تہے قوم سے انگریز تہے غرض پادری صاحب نے کہڑے ہوکر اپنے مذہب کی حقیت اور انجیل کے حق ہونے مین ایک تقریر طویل بیان کی حاصل اوس تقریر کا ہی یاد کے موافق یہہ ہے کہ خدا ایک اوسکا دین ہے، ایک ہی ہونا چاہئے اسلئے یہہ ضرور ہے کہ وہ دین سبکو پہونچایا جائے

اور اوسکے قوانین اور احکام سبکو تعلیم کئے جاتے ہین کیونکہ احکام سلطانی اوسکے تمام
قلمرو مین جاری کئے جاتے ہین اشتہار ہر گلی کوچہ تہانہ چوکی مین لٹکائے جاتے ہین اور
منادی والے ہر کسیکو سنا آتے ہین مگر ادہر دیکہتے ہین تو سوا انجیل و کتب مقدسہ
اسطرحکی اشاعہ کسی کتاب مین نہین پائے جاتے کہ سبکو پہچائی گئی ہو دو سوا اڑہائی
سو زبانون مین اسکا ترجمہ ہو چکا ہے اور ظاہر ہے کہ اسصورة مین ہر کسیکو اوسکے سمجھ
لینے کی گنجایش ہے علاوہ برین ہمارے مذہب مین مثل محمدیان بزور شمشیر کسیکو اپنے دین
مین شامل نہین کرتے بلکہ پیار سے محبت سے لطف سے نرمی سے نرم کرکے اپنی طرف
کہینچتے ہین حاصل تقریر پادریصاحب تمام ہو چکا۔ اسکے بعد کی سنیے پادریصاحب تو بیٹھے
اور مولوی لقمانخانصاحب بن لقمان خانصاحب قندہاری جو کبہی عہد دولت لکہنو مین سرکار
لکہنو کے سوارون مین نوکر تہے اور بالفعل اثام مین رہتے ہین کہڑے ہوئے عمر کو دیکہیے تو
ساٹھ ستر کے بیچ باتونکو سنیے تو خوشطبعی مین جوانونکو بہی مات کرین شدہ شدہ ظریفی
تحصیل آدہی گلستان پر شب و روز بجز رد نصارے اور کام نہین اپنے آپکو وکیل سرکار
بتلاتے ہین اور یہی عبارة اونکی مہر مین کندہ ہے اونکی تصانیف درباب رد نصاری
بن سنی تقریر کی دلچسپی کا کیا عرض کیا جائے ایک قطعہ بعض تصانیف کے اول مین اونہو
نے لکہا ہے اوسکے دو شعر یاد ہین ۵ در فیض محمد وا ہے آئے جسکا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ مین جائے جسکا جی چاہے ❊ معاذ اللہ فرزند خدا کہتے ہو عیسی کو ❊ تو دادا کون اونکا تہا بتائے جسکا جی چاہے
یہی دو شعر اونکی لیاقت اور طرز تقریر اور انداز ظرافت کے بیان کے لئے کافی ہین۔
القصہ خانصاحب وکیل سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کہڑے ہوئے اور ایک دو ورقہ چہپا ہوا
جو غالبًا شمس الاخبار کا پرچہ تہا نکالا اور جہوم جہوم کر پڑہنا شروع کیا حاصل اونکی تقریر کا
جسقدر یاد ہے یہہ ہے کہ پادری ہنری مارٹن صاحب جنکی خوش بیانی کی واعظان نصاری
مین دہوم تہی بتوفیق یزدانی مسلمان ہوئے اور مشرف باسلام ہوکر امریکا مین تشریف لیگئے

اور بجائے انجیل اب قرآن کی منادی کرتے ہین (غرض قرآن شریف بہی تمام عالم
مین شایع ہوگیا۔ انجیل ہی کی کیا خصوصیت ہے) دوسرے ایک اور محقق انگریز کا ذکر
کیا تہا جنکا نام و نشان مجکو یاد نہین اغلب یہہ ہی کہ ہو توٹی ہیلی صاحب ہو اونکی
حوالہ سے بیان کیا کہ فلانے واقعہ مین انجیل عالم سے نیست و نابود ہوگئی (یعنی درصورت
گم گشتگی انجیل کیونکر کہہ دیجے کہ یہہ ترجمہ اوسیکے ہین ہان یہہ بات قرآن شریف مین
پائی جاتی ہے کہ اصل بجنسہ آجتک موجود ہہ اوسپر جسقدر اہل اسلام عالم مین پہیلے
ہوے ہین اسقدر کسی دین والے عالم مین اسطرح سے پہیلے ہوے نہونگے اسلیے اگر یون کہیے
تو بجا ہے کہ چار سو مین قرآن شریف کی اشاعت ہوگئی قرآن شریف تمام اہل اسلام کے
پاس بکثرت ہر جگہہ اوسکے سمجہنے والے اور سمجہانے والے موجود اشاعت عام اسے
کہتے ہین فقط ترجمونکی کثرت سے کیا ہوتا ہے) پادری نولس صاحب نے اسکے جواب مین فرمایا
کہ پادری ہنری مارٹن اگر مسلمان ہوگئے تو کیا ہوا اور سب انگلستان والے عیسائی
ہین اور جس شخص نے انجیل کے گم ہوجانیکا دعوے کیا ہے وہ ایک شخص ملحد بے دین ہے
اوسکا قول ہمارے نزدیک مسلم نہین۔ مولوی محمد قاسم صاحب نے پوچہا تم اس واقعہ کو
تسلیم نہین کرتے پادری صاحب نے فرمایا ہم تسلیم نہین کرتے) لیکن ارباب فہم کو معلوم ہوگا
کہ تاریخ مشار الیہ کا پادری صاحب کے نزدیک غلط ہونا گو پادری صاحب کے حق مین دربارہ
بربادی دین عیسوی مشکک نہوسکی چنانچہ اسلیے مولانا نے یہہ فرمایا کہ اگر آپکے نزدیک یہہ
خبر غلط ہے تو آپ پر اعتراض گم گشتگی انجیل واقع نہین ہوسکتا مگر اسمین بہی اہل فہم کو
شک نہوگا کہ دعوی حقیت انجیل وحقانیت دین عیسوی کا ثبوت بہی معلوم پادری صاحب کا
جب یہہ دعوی ہو کہ انجیل کتاب آسمانی ہے اور اوسکے ثبوت مین تقریر مذکور پیش کیجاتی تو
پہر بے شک یہہ خبر سامع کے حق مین کم سے کم موجب تردد ہوگی پادری صاحب کے پاس
کیا دلیل ہے کہ ہم صحیح کہتے ہین اور مورخ مذکور غلط کہتا ہے بلکہ شہرہ انصاف وتحقیق مورخ

یورپ خصوصًا انگلستان اس خبر کی صداقت کا بہت بڑا قرینہ ہے اور مسلمانوں کو
دعوی تحریف کے لئے جسپر خوبی مضامین مندرجہ بائبل شاہد ہے یہہ خبر منجملہ مزید براں
ہے اسکے بعد مولوی میر احمد حسن صاحب دہٹے اور یہہ فرمایا کہ اگر کتاب آسمانی اور دین آسمانی
کے لئے یہہ ضرور ہے کہ تمام عالم مین شائع ہوا کرے تو حضرت عیسی علیہ السلام کا یہہ قول
غلط ہوگا کہ مین فقط بنی اسرائیل کے گم شدہ بہیڑون کے لئے آیا ہون پادری صاحب اسکے جواب
مین معقول کی طرف دوڑے اور ایسی نامعقول بات فرمائی کہ اوس سے سکوت ہی فرماتے تو
بہتر تہا فرمانے لگے ہان یہہ سچ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خاص بنی اسرائیل ہی کے لئے
آئے تہے مگر جہان خاص ہوتا ہے وہان عام بہی ہوتا ہے اور ہاتہہ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے
فرمانے لگے دیکہو یہہ لکڑی ہی اور لاٹہی بہی ہے لکڑی عام ہے اور لاٹہی خاص واسکی تائید
مین ایک دیسی پادری صاحب بیٹہے بیٹہے بولے یہہ بات تو شرح تہذیب مین بہی لکہی ہے
مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ آپ کی تہذیب دانی بہی اب کوئی دم مین معلوم ہوئی جاتی ہے
اہل فہم کو دعوے اور دلیل کے انطباق ہی سے یہ بات تو واضح ہوگئی ہوگی کہ پادری صاحب
کو کچہہ جواب نہ آیا اور اس بات کے لئے جواب کی حاجت نہی مگر تسپر بہی مولوی احمد علی صاحب
ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کہڑے ہوئے اور یہہ فرمایا کہ عام وخاص مین اگر تلازم
وجودی ہے تو کیا ہوا عام وخاص کے احکام جدے جدے ہوتے ہین انسان عام ہے اوسکے
احکام اور ہین زید خاص واسکے احکام اور ہین اپنے افراد انسانی مین سے کوئی مومن
کوئی کافر ہے کوئی محمدی ہے کوئی نصرانی کوئی خوش اخلاق ہے کوئی بداخلاق کوئی مرد
ہے کوئی عورت کوئی نیک ہے کوئی بد کوئی مرد میدان ہے کوئی نامرد کوئی سخی ہے کوئی
بخیل ایک کے مومن یا کافر یا محمدی یا نصرانی ہونے سے سارے انسان مومن یا کافر
یا محمدی یا نصرانی نہیں ہوسکتے علی ہذا القیاس اور سمجہہ لیجے اگر عام خاص کے احکام ایک ہی ہوا
کرتے تو سب افراد انسانی ساری باتون مین ایک ہی سے ہوتے) اسکے بعد جناب مولوی سید

ابوالمنصور صاحب جو واقعی امام فن مناظرہ اہل کتاب ہین اور رد نصاری مین اپنا نظیر نہین رکہتے کہڑے ہوے اور یہہ فرمایا کہ اگر ترجمونکی کثرت بقدر مذکور انجیل کے آسمانی کتاب ہونیکی دلیل ہے تو یون کہو اٹہاروین صدی سے پہلے پہلے انجیل کتاب آسمانی نہ تہی اٹہاروین صدی مین یہہ شرف انجیل کو میسر ہوا کیونکہ اٹہاروین صدی مین ترجمونکی یہہ کثرت ہوئی ہے اور اگر اسپر بہی اول ہی سے انجیل کتاب آسمانی ہے تو یہہ بات ہر کتاب کی نسبت اوسکی اٹہاروین صدی مین متصور ہے اسکے جواب مین پادری صاحب نے بجز اسکے اور کچہہ نفرمایا کہ ہان ترجمونکی کثرت تو اٹہاروین صدی ہی مین ہوئی ہے پر اٹہاروین صدی سے پیشتر بہی آخر کسیقدر ترجمے تہے ہی سو یہہ جواب کیا ہے اعتراض کی صحت کا اقرار ہے۔ اسکے بعد مرزا موحد صاحب جالندہری جو ایک مرد مہذب ہین اور فن مناظرہ اہل کتاب مین عمدہ دستگاہ رکہتے ہین کہڑے ہوئے اور پادری صاحب سے یہہ پوچہا کہ انجیل کی اشاعت جسکا آپ نے دعوے کیا ہے اوس سے کونسی اشاعت مراد ہے روحانی یا جسمانی شاید یہہ غرض ہوگی کہ اگر اشاعت جسمانی مراد ہے تو وہ تمہارے نزدیک مسلم نہین موافق خیالات پادریان حضرت عیسی علیہ السلام کے دین مین احکام جسمانی کا پتا ہی نہین اور اگر اشاعت روحانی مراد ہے تو اوسکا بہی نصرانیون مین کہین نشان نہین اگر عیسائیون مین حضرت عیسی علیہ السلام کا روحانی اتباع ہوتا تو موافق ارشادات عیسوی عیسائی ضرور اوس قسم کے کام کرسکتے جو حضرت عیسی علیہ السلام کرسکتے تہے پادری صاحب نے ایسا یاد پڑتا ہے اشاعت روحانی کا اقرار کیا پہر یاد نہین مرزا موحد صاحب نے کیا فرمایا اسکے بعد اہل اسلام کے وعظ کی نوبت آئی۔ اسلام کو اور صاحبون نے مولوی محمد قاسم صاحب کے سپرد کیا گو بوجوہ چند مولوی صاحب کا ارادہ نہ تہا کہ خود کچہہ کلام کیجے مگر جب سب نے یہی کہا تو کہڑے ہوکر اول خدا کی تعریف اور اپنے عجز و نیاز کے مضامین اور کلمہ شہادت جو اکثر اہل اسلام کے خطبون کے شروع مین ہوا کرتے ہین بیان فرمائے اوسکے بعد ایک تقریر بیان فرمائی جسکا حاصل یہہ تہا کہ مذہب کی بہلائی برائی

حقانیۃ بطلان عقائد کی بہلائی برائی حقانیت بطلان پر موقوف ہے احکام کی بہلائی
برائی کو اوسمین دخل نہین کیونکہ بحیثیت حکومت حاکم کو ہر قسم کی احکام کا اختیار ہوتا ہے
اگر ہر قسم کے احکام کا اختیار نہوا کرے یعنی ہر قسم کے احکام اوس سے بمقابلہ رعیت و محکومین
صادر نہو سکین تو وہ حاکم نہین محکوم ہے برے احکام کی تخصیص بحیثیت عدل و انصاف
و رحمت و فضل و متانت و حکمت وغیرہ اوصاف جلیلہ ہوتی ہے بنظر حکومت نہین ہوتی اور
ظاہر ہے کہ بناء معبودیت فقط حکومت پر ہے عبادت اطاعت اور نیاز قلبی کو کہتے ہین
بشرطیکہ اوسکے سامنے ہو جسکو اپنے اعتقاد مین ہر طرح سے مختار اور اپنے تئین اوسکے سامنے
محض بے اختیار سمجھے سو ظاہر ہے کہ اسیکو حکومت کہتے ہین غرض منشا معبودیت معبود
حقیقی اوسکی وہ حکومت عالیہ ہے جسکے سبب وہ احکم الحاکمین کہلایا اس صورت مین اسکا
تجسس کہ یہہ حکم اچہا ہے یا برا ہے مقتضاء اخلاص عبادۃ نہین گو اوسکا کوئی حکم مخالف
رحمت و حکمت وغیرہ اوصاف مشار الیہا نہو اگر تجسس ضروری ہے تو اسبات کا تجسس ضروری
ہے کہ یہہ حکم خدا تعالی کا حکم ہے کہ نہین ۔ یعنی یہہ بات دیکہنی چاہئے کہ جس مدعی نبوۃ و
رسالت کے وسیلہ سے یہہ حکم ہم تک پہونچا ہے اوسمین اخلاق و افعال پسندیدہ اور معجزات خارقہ
پائے جاتے ہین یا نہین پہر اگر وقت ارشاد احکام ہمکو اوسکی زیارت میسر نہین آئی تو جس روایت
سے یہہ احکام پہونچے وہ روایت معتبر اور مقرون بشرائط اعتبار ہے کہ نہین علاوہ برین احکام
کا کوئی انتہا نہین ہر ہر حکم کی تحقیق کیجے تو ایک زمانہ دراز چاہئے پندرہ منٹ کے عرصہ
مین یہہ بات متصور نہین ہان فقط عقائد پر اگر حقیۃ مذہب کو موقوف رکہا جاے تو بجا ہے کیونکہ
اول تو عقیدہ ایک قسم کی خبر ہوتا ہے اگر صحیح عقیدہ ہے تو یون کہو مطابق واقع ہے اور
غلط ہے تو یون کہو ایک جہوٹی بات ہے سو خدا کی حکومت اور اوسکا احکم الحاکمین ہونا اور
وہ باتین جو حکومت کو لازم ہین اگر مسلم ہونگی تو اوسکا معبود ہونا بہی مسلم ہوگا ورنہ معبود ہونا
ہی مسلم نہوگا جو بندون کے ذمہ اطاعت لازم ہو پہر اوسپر عقائد ضروریہ ہر مذہب مین دو چار ہی ہوتے ہین

ایسا کچھ واقعہ نہین ہوتا جسکی تحقیق دشوار ہو مگر عقائد کی رو سے دیکھیے تو مذہب اسلام سارے
مذہبوں سے عمدہ معلوم ہوتا ہے اول اسلام کا پہلا عقیدہ جسپر بنا اسلام کی ہے یہہ ہے لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسکے یہہ معنی ہین کہ سوا اللہ تعالے کے اور کوئی لائق عبادۃ نہین
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہین سو اول جملہ جسکا خلاصہ توحید ہے
کسی ملت اور مذہب والونکو اوس سے انکار نہین زیادہ تر منکر توحید مشرک ہوتے ہین اونمین سب مین
بڑہ کر تین فرقے ہین ایک تو جاہلان عرب یعنی قبل بعثۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ عرب مین تہے
دوسرے ہنود ملک ہند تیسرے عیسائی لوگ جاہلان عرب کی سنیے باوجود کثرت شرک و بت پرستی
خالق زمین و آسمان ایک خدا ہی کو سمجہتے ہین چنانچہ قرآن شریف مین اونکے حال مین فرماتے
ہین ولئن سألتہم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ جسکے یہہ معنی ہین کہ اگر تو اونسے پوچہے کسنے
پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمینونکو تو یون ہی کہین کہ اللہ نے اور ہنود کی کیفیت پوچہیے تو اونکو
بہی ایسا ہی سمجہیے وہ گو بت پرست اور اوتارونکے پوجنے والے ہین پر جو لی سروپ اور نرنکار
ایک ہی کو کہتے ہین ۔ رہے نصرانی وہ اگرچہ شرک مین سب سے اول نمبر مین اور مشرک تو مشرک
صفات ہین پر نصرانی مشرک ذات ہین یعنی ذات کے مرتبہ مین تین خدا کے قائل ہین لیکن
باینہمہ توحید کو اونہون نے بہی ہاتہ سے نہین چہوڑا وہ کہتے ہین کہ جیسے ہمارے نزدیک حقیقت
مین تین خدا ہین ایسی ہی وہ تینون حقیقۃ مین ہی ایک ہی ہین الغرض اس امر محال کو اختیار
کیا کہ وحدت بہی حقیقی ہو اور کثرت بہی حقیقی ہو مگر پہر بہی توحید کو ہاتہ سے نہ چہوڑا اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ توحید سے کسیکو انکار نہین بلکہ اصل اصول سبکے نزدیک یہ توحید ہی ہے اور جب توحید مسلم
اور اصل ٹہری تو پہر جو باتین مخالف توحید ہونگی وہ خود غلط ہونگی یعنی شرک اور بت پرستی
اور کثرت معبودان اپنے آپ غلط ہونگی علاوہ برین عقل سلیم ہی اسپر شاہد ہے کہ معبود حقیقی
ایک ہی ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ تمام عالم وجود مین شریک ہے ایک لفظ موجود سب پر بول سکتے
ہین اور سبکے وجود کو وجود ہی کہتے ہین کچہ اور نہین کہتے غرض ایک چیز سب مین مشترک ہے

پہر اوسپر عالم کا یہہ حال ہے کہ اکثر موجودات قدیم نہین حادث ہین ایک زمانہ مین موجود نہ تہے اور بعد وجود ایک زمانہ مین معدوم ہوجاتے ہین اس سے یون معلوم ہوتا ہے کہ ان اشیاء کا وجود ایسا ہے جیسا گرم پانی کی حرارۃ اور زمین کی روشنی یعنی ایک زمانہ مین پانی ٹہنڈا اور زمین بے نور تہی اور بعد حرارت و نور پہر ایک زمانہ مین وہی ٹہنڈک و اندہیرا ہے سو جیسے اس آمد و شد حرارۃ و نور سے ہر کوئی یہہ سمجہتا ہے کہ حرارۃ و نور آب و زمین کی خانہ زاد نہین کسی سے مستعار ہین جسکے یہہ خانہ زاد ہین اور اس پتے پر آخر آتش اور آفتاب کا سراغ نکل آتا ہے ایسا ہے بوجہ آمد و شد وجود اشیاء حادثہ یہہ سمجہہ مین آتا ہے کہ وجود انکا خانہ زاد نہین کسی نے مستعار عنایت کیا ہے اوسمین یہہ وصف خانہ زاد ہے مستعار نہین اور جو موجودات ایسے ہین کہ ہمیشہ سے ایک حال پر چلے آتے ہین اور کسی نے آج تک اونکا زمانہ عدم نہین دیکہا جیسے زمین آسمان آفتاب قمر کواکب تو گو بظاہر اس تقریر سے اونکے لئے کسی معطی وجود کا پتا نہین لگتا پر غور سے دیکہیے تو وہان بہی یہی بات عیان ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ باوجود اشتراک وجود ہر ایک کے حقیقت کو ہر کوئی جدا سمجہتا ہے یہہ نہو تو ایک کو دوسرے سے تمیز نکر سکتے اسلئے خواہ مخواہ یہہ کہنا پڑیگا کہ وجود اور چیز ہے اشیاء مذکورہ کے حقیقۃ اور چیز ہے اور ظاہر ہے کہ دو چیزونکا جیسا اجتماع ممکن ہے ایسا ہی اونکا افتراق بہی ممکن ہے اور جدائی ممکن ہوئی تو پہر خانہ زادی کہان ناچار ہو کر یہی کہنا پڑیگا کہ اونکا وجود بہی مستعار ہے مگر چونکہ ہر مستعار چیز کے لئے ایک ایسے دینے والے کی ضرورت ہے جسکے پاس کسیکی دی ہوئی نہو بلکہ اصلی ہو تو بالضرور وجود مستعار کے لئے بہی کوئی دینے والا ہوگا یعنی وجود کے لئے کوئی موصوف اصلی ہوگا جو خود بخود موصوف بالوجود ہو سو وہی خدا ہے اور اوسیکو بے نیاز مطلق کہنا چاہئے اوسکو کسیکی [illegible] نہین اور سبکو اوسکی حاجت ہے مگر یہہ بہی ظاہر ہے کہ اس قسم کا موجود سوا ایک کے [illegible] نہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ جب وجود کی وحدت مانی گئی چنانچہ اوپر معروض ہوچکا تو جود

اصلی ہی یعنی جسکی حق مین وصف وجود خانہ زاد ہوا ایک ہی ہوگا علاوہ برین وجود سے زیادہ
کوئی عام نہین اسلئے اثبات کا اقرار ضروری ہے کہ وجود ایک امر غیر محدود ہے ورنہ
محدود ہو تو اوسکے اوپر ضرور ایک مرتبہ نکلیگا جسکی نسبت اسکو محدود کہینگے وراء اس سے
بہی زیادہ عام ہو مگر وجود غیر محدود ہوگا تو یہہ معنی ہونگے تمام مواقع وجود کو محیط ہی پہر اگر
دوسرا بہی ایسا ہی ہو تو وہ کہان جائے یہہ بہی احتمال نہین کہ دو ہون پر دونون بلکہ
ایسی طرح شدید ہو جائین جیسے دو چراغ کا نور ملکر زیادہ تر چمک کا باعث ہو جاتا ہے
کیونکہ موصوف اصلی سے زیادہ اور کوئی موصوف نہین ہو سکتا نہ اوسکے وصف سے زیادہ کسی کا
وصف ہو سکے خاصکر وجود اصلی کیونکہ اوس سے اوپر کوئی مرتبہ نہین اسیوجہ سے وہ غیر محدود
ہوا ورنہ محدود ہوتا آخر یہہ بہی ایک حد ہے کہ اس سے زیادہ شدید ہو سکتا ہی بالجملہ بروے
دلیل عقلی بہی خدا کی وحدانیت ضروری التسلیم ہے اور جب عقل و نقل دونون اثبات پر
شاہد ہون کہ خدا وحدہ لاشریک لہ ہے تو پہر اورونکی عبادۃ ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اسکا مستحق اس
صورت مین سوا اوسکی اور کوئی نہین ہو سکتا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ جب کارخانہ
وجود سب اوسکے ذات سے متعلق ہوا تو اوسکا دینا لینا اوسیکا کام ہوگا جیسے آفتاب ہے
زمین کو نور عطا کرتا ہے اور وہی چہین لیتا ہے ایسے ہی خدا وحدہ لاشریک لہ بہی وجود کا
دینے لینے والا ہوگا اور ہر کسیکی ذات و صفات کا وجود اوسیکے عطا ہوگا اور ہر ایک کا عدم
اوسیکی طرف سے ضبطی وجود سمجہا جائیگا اور ظاہر ہے کہ اطاعت کا باعث ہی نفع کی امید یا نقصان
کا اندیشہ ہوا کرتا ہے نوکر اپنے آقا کی خدمت تنخواہ کی امید پر کرتا ہے اور رعیت اپنے حاکم
کی اطاعت یا مظلوم ظالم کی تابعداری نقصان کے اندیشہ سے کیا کرتا ہے خداوند عالم مین
جب یہہ دونون قدرتین بدرجہ تمام موجود ہون تو پہر اوسکی اطاعت نہ کیجائے تو اور کسکی کیجائے
اور سوا اوسکے اسیطرح اور کسیکی اطاعت کیجائے تو کیون کیجائے اور کون ہے جسکو نفع یا نقصان
کا اصل مین اختیار ہو یہہ اختیار تو جب ہو جبکہ وجود خانہ زاد ہو ہان اوسکے نائبون کی بعد

یعنی اون لوگونکی اطاعت جو اوسکے حکم سناتے ہین خود اوسیکی اطاعت ہے وہ محض
پیغام رسان ہین اور سب احکام اوسیکے ہین اس صورت مین سوا خدا کے اورونکی عبادت جیسے ہنود
ونصاریٰ کرتے ہین بالکل خلاف عقل ونقل ہوگی - اسکا مستحق سوا خدا تعالیٰ کے اور کوئی
نہین ہوسکتا خاصکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سری رام اور سری کرشن کو معبود کہنا یون ہی عقل مین
نہین آسکتا کہ وہ کہانے پینے کے محتاج تہے پاخانہ پیشاب مرض اور موت سے مجبور تہے خدا تعالیٰ
وہ ہوگا جو ہر طرح سے غنی اور بے نیاز ہو محتاج اور مجبور اور وہ ہی ایسی ایسی چیزون کے
سامنے جیسے پاخانہ پیشاب خدا نہین ہوسکتا - اسپر پادری نولس صاحب اثناء تقریر مذکور مین
کہڑے ہوکر مولویصاحب سے فرمانے لگے - آپ پاخانہ پیشاب کا لفظ نفرمائین - مولویصاحب نے
کہا آپ کو احتمال توہین ہوا اگر اس لفظ مین ایماء توہین ہوتا تو ہم ہرگز نہ کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی توہین ہی ہمارے نزدیک مثل توہین حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم موجب کفر وارتداد
ہے - مولوی محمد طاہر عرف موتی میان صاحب نے فرمایا آپ پاخانہ پیشاب نکہیے بول و براز
کہیے - مولویصاحب نے فرمایا بہتر یون ہی سہی خیر مولویصاحب نے فرمایا جو ایسا محتاج و مجبور
ہو وہ ہمین خدائی کیجا تسپر نصاریٰ کا یہہ قول کہ خدا تعالیٰ تین ہوکر پہر ایک ہے ایسا ظاہر
البطلان ہے کہ کسی عاقل کی عقل اسکو تجویز نہین کرسکتی یہان تک کہ خود نصاریٰ بہی جو روبرو
عقل اور ون ہی کے ہمصفیر ہین اگر کہتے ہین تو یہہ کہتے ہین کہ منجملہ اسرار خداوندی ہے
ہماری عقول ناقصہ مین نہین آسکتا مگر جب یہہ معلوم ہوگیا کہ مستحق عبادۃ بجز خداوند وحدہ
لاشریک لہ اور کوئی نہین تو اوسنیے عبادۃ بمعنی اطاعت ہے اور اطاعت دوسرون کی
رضا کے موافق کام کرنے کو کہتے ہین پر دوسرے کی رضا عدم رضا بے اوسکے بتلائے معلوم
نہین ہوسکتی اگر وہ خود کسی طرح اظہار نکرے تو پہر اوسکے ظہور کی کوئی صورت نہین ہم باوجود یکہ
جسمانی ہین کثافت ہماری ذات کے ساتھہ ہے ہمارا ما فی الضمیر اور ہماری رضا غیر رضا کی
بات تو ہو ہی نہین سکتی خواہ سینہ سے سینہ ملا دین خواہ دل کو چیر کر دکہلا دین خداوند عالم

جو لطیف اور خبیر ہے اوسکے ناقی الضمیر اور اسرار سے دلکی بات کو بے اوسکے بتلائے کوئی کیا جانے - غرض اطاعت خداوندی کے لئے اسکی ضرورت ہے کہ وہ خود اپنے احکام ہی مطلع فرمائے عقل نارسا سے اس بات مین کام نہین چل سکتا کیونکہ اگر بالفرض ہزار باتون مین سے کسی ایک بات کی بھلائی برائی ہزار دنون سے کسی ایک دو کو معلوم بھی ہو جائے تو کیا ہوا اوسکی خودمختاری سے یہہ کیا بعید ہے کہ وہ اپنے احکام مین ان باتونکا پابند نرہے اگر کسی بات کی تخصیص بوجہ کسی مجبوری کے ہے تو حاکم نہین محکوم ہے اور محکوم کی خدائی اور معبودیت معلوم اور مجبور نہین تو اختیار تغیر و تبدیل احکام ضرور ہوگا جس سے حسن و قبح کی پابندی نرہیگی بالجملہ دربارہ احکام انتظار اظہار خداوندی ضرور ہی مگر جب سلاطین دنیا اپنے احکام بذات خود ہر مکان وہر دوکان پر جاکر ہر کسیکو نہین سناتے تو خداوند احکم الحاکمین جسکی شوکت اور حکومت کے سامنے سلاطین دنیا کی حکومت اور شوکت کو کچھہ نسبت ہی نہین کیونکر ہر کسی سے کہتا پہریگا جیسے بادشاہان دنیا اپنے مقربون سے اپنے احکام کہا کرتے ہین اور وہ اورونکو پہونچا دیا کرتے ہین خداوند کریم بھی اپنے احکام اپنے مقربون کے ذریعہ سے اورونکو پہونچاۓ گا مگر جیسے یہان کے بادشاہونکے مقرب وہی ہوتے ہین جو بادشاہونکے موافق مرضی اور خیر خواہ ہوتے ہین اور بجز اطاعت بوئے سرتابی بھی اونمین نہین ہوتی ورنہ مقرب نرہین معتوب ہو جائین ایسے ہی خدا تعالے کے مقرب بھی وہی ہو سکتے ہین [illegible] با اطاعت ہون اور شائبہ انحراف بھی اونمین نہوا تنا فرق ہے بادشاہان دنیا [illegible] اور خیر خواہ اور سراپا اطاعت وغیرہ کی سمجھنے مین غلطی بھی ہو جاتی ہے اسلئے [illegible] عتاب عنایت [illegible] ہوتی رہتی ہین اور خداوند علیم و خبیر سے کسی بات کے سمجھنے مین غلطی [illegible] ہی ورنہ اوسکے علم کو دربا [illegible] جیسا قمر کو آفتاب کے نور [illegible] نقصان بہت بڑا ہے [illegible] چیزین او [illegible] اور ظاہر ہے کہ جسکا وجود [illegible] ہوا اوسکی کسی بات مین نقصان متصور [illegible] لازم آئیگا مگر جب اوسکا علم کامل ہوا اور اسوجہ سے

اوسکو کسیکے موافق مرضی اور ظاہر و باطن مطیع سمجھنے مین غلطی ممکن الوقوع نہوئی تو
جنکو اوسنے اپنا مقرب بنایا ہوگا اونکا معزول ہونا اور اپنے عہدہ احکام رسالی سے
موقوف ہوجانا ہی خلاف عقل ہوگا اسکا حاصل انبیا مین کوئی ایسی بات نہوگی جو ناپسندیدہ
خداوندی ہو اور ظاہر ہے کہ اسصورت مین اونکے تمام اخلاق کا حمیدہ ہونا اور تمام قوائے علمیہ
کا گزیدہ ہونا لازم آئیگا جسسے اونکی معصومیت کا اقرار کرنا پڑیگا کیونکہ جب بری صفت ہی
نہین اور فہم کامل ہے یعنی قوۃ علمیہ اچھی ہے تو پہر اعمال ناشایستہ کے صادر ہونیکی کوئی
صورت ہی نہین ہر فعل کے صادر ہونیکے لئے ایک قوۃ یعنی ایک صفت کی ضرورت ہے دیکھنے
کے لئے بینائی چاہئے سننے کے لئے شنوائی چاہئے ایسے ہی اچھے اعمال کے لئے اچھی صفت
کی ضرورت ہے اور برے کے لئے بری صفت کی حاجت جب بری صفات سے وہ لوگ مبرا
ہوئے تو برے افعال سے بدرجہ اولی معصوم ہونگے مگر جب سراپا اطاعت یعنی ہرطرح سے
محکوم ہوئے تو پہر اونکو یہہ اختیار نہوگا کہ اپنے طور پر جسکو چاہین بخشدین جسکو چاہین عذاب
دینے لگین یہہ اختیار ہو تو محکوم نہین حاکم ہوجائین ہان یہہ بات البتہ متصور ہے کہ وہ کسیکے
لئے دعا کسیکے لئے بددعا کرین کسیکے حق مین کلمۂ خیر کسیکے حق مین برا کلمہ کہین مگر جب وہ ہرطرح سے
مقدس مانے گئے تو وہ اپنے خیرخواہونکے خیرخواہ ہی ہونگے بدخواہ نہونگے کلمۂ خیر ہی کہین
گے کوئی برا کلمہ نکہینگے سو اسیکو ہم شفاعت کہتے ہین القصہ رسولون اور پیغمبرون کی شفاعت
ممکن ہے پر حضرت عیسیٰ کا کفارہ ہوجانا ممکن نہین یعنی یہہ بات جو عیسائیونکی اعتقاد مین جمی ہوئی
ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام امتیونکی طرف سے ملعون خدا ہوکے نعوذ باللہ اور تین دن تک
اونکے عوض جہنم مین رہے ہرگز قرین عقل نہین کیونکہ محبوب مین وجہ محبت اور بعد و مین سبب
عداوت چاہئے مرحوم مین باعث رحمت اور ملعون مین موجب لعنت ضرور ہے یہہ نہین ہوسکتا کہ حسن
تو کسی مین نظر آئے اور محبوب کسیکو بنالے اطاعت تو کسی مین نظر آئے اور رحمت کسی اور پر کرین
یعنے خوش کسی اور سے ہو جائین بدمنظر تو کوئی اور ہو اور نفرت اور خباثت کسی سے ہو جسمین حسن خداداد

نظر آوے اور ناخوشی کی باتین تو کوئی اونکرے اور لعنت اوسپر ہو یعنی ناخوش اوس سے
ہو جاوین جو ہر طرح سے مطیع ہو سو یہی ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی کسیکی اطاعت کا مستحق نہین اور کوئی
کسیکے گناہ کا مجرم نہین القصہ اعتقاد کثرت معبودان اور اعتقاد کفارہ دونون مخالف عقل ہین اور
دونون سراسر باطل ہین پہرا وسپر کثرت معبود و نکے ساتہہ وحدۃ کا اعتقاد تو کسیکی نزدیک قابل
تسلیم نہین چہوٹے سے لیکر بڑے تک اور بوڑہے سے لیکر جوان اور لڑکے تک کامل عقل کامل
العقل ہون یا ناقص العقل یہانتک کہ خود نصاریٰ بہی بروے عقل وحدۃ اور کثرت حقیقی
کا اجتماع منجملہ محالات سمجہتے ہین ہر عاقل کی عقل کو بے دلیل یہہ بات غلط معلوم ہوتی ہے
اور جو بات عقل کو بے دلیل غلط معلوم ہوتی ہو یعنے اوسکے غلط سمجہنے مین عقل کو دلیل کی
حاجت نہو دلیل کا بیچ مین واسطہ نہو تو پہر اوسکے اثبات کی ایک کیا ہزار دلیلین بہی ہون
تو کیا ہوا ہرگز مثبت مدعا نہین ہو سکتین اور ہون تو کیونکر ہون شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جو بات بے واسطہ غلط نظر آوے وہ مثل دیدہ ہے اور جو بات بروے دلیل صحیح کہی جاوے وہ مثل
شنیدہ ہے اور اسکی ایسی مثال ہے جیسے قریب غروب کوئی عالم فاضل ریاضی دان اپنے فنون
مین یکتا روزگار بوسیلہ جیبی گہڑی یون کہے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ایک جاہل کندہ
ناتراشیدہ کہین اونچے پر کہڑا ہوا اپنی آنکہون سے دیکہے کہ آفتاب کا کنارا ہنوز باہر ہے
تو جیسے یہہ شخص باوجودیکہ اپنی جہل اور اوسکے علم و فضل کا معتقد ہو اور گہڑیون سے اوقات شناسی
اور انکی غلطی اور صحت کو نجانتا ہو پہر بہی اپنے مشاہدہ کے سامنے اوس عالم کے قول
مدلل کو نہین مانتا اور ایک عالم کا کیا ہزار عالم بہی ملکر بوسیلہ جیبی گہڑی غروب کا دعوے
کرین تب بہی سبکو غلط کہتا ہے ایسے ہی عقل حقیقت مین اپنے اس علم کے سامنے جو بے واسطہ
بمنزلہ مشاہدہ ایسے مضامین کے محال ہونیکی نسبت حاصل ہے اون مضامین کو جو بوسیلہ دلائل
ذہن مین آئین اگرچہ بڑے بڑے دانشمند اوسطرف ہون غلط ہی سمجہے گی غرض جیسے وہ شخص
گہڑیکی بات کو غلط سمجہتا ہے اور خود گہڑی کی نسبت کہتا ہے ہو نہو یہی غلط ہے میرا مشاہدہ غلط

نہین گو یہہ نجانے کہ اسمین کیا غلطی ہے اور کہان نقصان ہے ایسے ہی عقل عام و خاص
اپنے مشاہدہ استحالہ کی سامنی انجیل کی دعوی تثلیث کو اگر بالفرض اونکے کسی ایسے فقرہ سے
نکلتا ہو جسمین احتمال الحاق بہی نہو چہ جائیکہ یقین الحاق ہرگز قبول نکریگی بلکہ خود انجیل
ہی کو غلط کہی گی گو نہو اسمین غلطی ہے گو یہہ نجانے کہ کہان کہان غلطی ہے ہان بعض مضامین
ایسے ہوتے ہین کہ استحالہ تو معلوم نہو پر اونکی حقیقت بہی کچہہ معلوم نہو بلکہ اونکی حقیقت مین
حیران ہو مولوی محمد قاسم صاحب اس قسم کی تقریر فرما رہے تہے جو پادری صاحب نے اطلاع کی کہ وقت
ختم ہو چکی تقریر مذکور کے ناتمام رہجانے کا اہل اسلام کو افسوس ہے۔ مولوی صاحب
کے کہنے سے یہہ معلوم ہوا کہ اون کو محالات اور متشابہات مین فرق بتلانا منظور تہا
کیونکہ متشابہات تو مثل ذات وصفات خداوندی اور ارواح بنی آدم و غیر معلوم الوجود چیزون کی
کیفیت ہوتی ہین عقل کو ان سب کی حقائق کے دریافت کرنے مین حیرت ہوتی ہے اور
محالات کے علم مین حیرت نہین ہوتی بلکہ علم عدم اور علم استحالہ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ علم عدم
اور عدم علم مین زمین آسمان کا فرق ہے حاصل تقریر مولوی صاحب ختم ہو چکا مولوی صاحب
بیٹہے اور پادری صاحب اوٹہے یہہ فرمایا کہ مولوی صاحب نے اپنے مذہب کے فضائل کچہہ بیان
فرمائے ہمارے مذہب پر اعتراض کر دیے غرض اعتراض کیا یہہ کیا مضامین پر کچہہ اعتراض
ہو سکا اسکے جواب مین مولوی صاحب کے اوٹہنے کی تو نوبت نہ آئی جناب مولوی احمد علی صاحب
ساکن نگینہ وکیل عدالت شاہجہانپور کہڑے ہوے اور یہہ فرمایا یہہ عین اپنے مذہب کی فضیلت
ہے کہ اوس مذہب مین یہہ یہہ عیب ہین اور ہمارے مذہب مین ان عیوب مین سے ایک بہی نہین اسکے
بعد بعض دیسی پادریون نے کہڑے ہو ہو کر سب اہل جلسہ کے کان کہائے منجملہ پادریان مذکور
مولی داد خان نام ایک پادری نے ایک جہل تقریر جس سے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت گستاخی ٹپکتی تہی شروع کی اور یہہ نکرتا تو اور کیا کرتا پادریونکا قاعدہ ہے کہ مسلمانون
سے دامن چہوڑانیکو گستاخانہ پیش آتے ہین مسلمان چونکہ ایسی باتون سے گہبراتے ہین اور جواب

ترکی بترکی دے نہین سکتے حضرت عیسی علیہ السلام اور حواریین اور انبیا رسابقین علیہم وعلے نبینا الصلوۃ والسلام اگر اونکی نزدیک بری ہوتے تو اس چال چلسکتے ناچار ہوکر زبان کا جواب ہاتھہ سے دینے کو تیار ہوتے ہین جس سے پادریونکو جسبات کا موقع ملجاتا ہے کہ مسلمانو کو جواب نہین آتا لڑنے کو دوڑتے ہین یا خاموش ہوکر طرح دیتے ہین جس سے پادریونکا کام بنجاتا ہے غرض انصاف کو بغل مین مار خوف خدا کو طاق مین رکہہ بے ادبانہ پیش آتے مین سو مولی داد خان مذکور بہی اسی چال چلے نقل کفر کفر نباشد یہہ سمجھکر بہ بشواری حاصل تقریر مولی داد خان مذکور لکھتا ہون ورنہ زبان کو ہلاتا ہون تو ہلتی نہین قلم کو اوٹھاتا ہون تو اوٹھتا نہین اوس تقریر ناپاک کا حاصل یہہ تہا جیسے مسلمانونکے نبی نے دعوے کیا ہے ہنگون کا لال گرو بہی ایسا ہی کہتا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یہہ فرمایا ہے کہ میرے بعد جو آئینگے چور اور بٹ مار ہونگے یعنی اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد عیسی علیہ السلام کوئی ہادی نہ آئیگا جناب امام فن مناظرہ اہل کتاب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے اسکے جواب مین یہہ فرمایا واہ پادری صاحب ساری عمر انجیل پڑہی یہہ بہی خبر نہین کہ انجیل مین کیا ہے انجیل مین یہہ نہین جو میرے بعد آئینگے چور اور بٹ مار ہونگے بلکہ انجیل مین یون ہے جو مجہسے پیشتر آئے وہ چور اور بٹ مار تہے اوسنے اپنے قول پر اصرار کیا جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے فرمایا اچھا انجیل منگا دو اسپر پادری نولس صاحب نے فرمایا بہائی سے غلطی ہوئی مولوی صاحب صحیح فرماتے ہین مگر جس لفظ کا یہہ ترجمہ ہے وہ بمنزلہ مضارع دو معنی کے لئے آتا ہے پیشتر اور بعد دونون اوسکے معنی ہوتے ہین جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے فرمایا اصل لفظ عبری اگر دونون معنون کے لئے ہے تو کیا ہوا لفظ پیشتر تو دونون معنونکے لئے نہین غرض بالفرض اگر اصل لفظ دونون معنونکے لئے موضوع بہی ہو تو کیا فائدہ پیشتر کے لفظ سے ترجمہ کرنا خود اسبات پر شاہد ہے کہ بدلیل سیاق وسباق بعد مراد نہین پیشتر مراد ہے اسپر پادری مولے داد خان مذکور نے ایسی مونہہ کی کہائی کہ پہر سر نہ اوٹہا را اور تا اختتام مناظرہ پہر لب ہلائے

باقی زجر و توبیخ کی بوچھاڑ اور دفع مین رہی مسلمانون نے کہا تو کہا ہندو بہی برا بہلا کہتے تہے چنانچہ ایک ڈپٹی صاحب ہندو مذہب جنکا نام غالبا اجدہیا پرشاد ہے کہڑے ہوئے اور اسمضمون کو دیر تک بیان کرتے رہے کہ کسیکے پیشواؤنکو برا نہ کہنا چاہیے اسپر پادری صاحب یہہ کہتے تہے بہائی کہ یہہ غرض نہی کہ توہین کیجے مگر اہل اسلام کو درصورت تسلیم صحت معنی بعدہی کچہہ دشوار نہ تہی اول حضرات حوارین چور اور بٹ مار بنتے جب کہین کسی اور کی طرف دیکہنے کی نوبت آتی بہرحال لفظ مثیر کہیے یا لفظ بعد پادریونکو ہرطرح دشواری ہے ایک صورت مین پہلے انبیا کی نبوت کا انکار ہے اور ایک صورت مین حواریون کی رسالت کا انکار القصہ جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے جب پادری مذکور کی غلطی پکڑی اور پادری نولس صاحب نے اسکی تصدیق کی تو باین نظر کہ پادری مولی داد خان مذکور کی غرض اپنی غلط بیانی سے ابطال نبوۃ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ بیبل منظور تہا بذریعہ بیبل ہی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے ثبوت مین کچہہ چہیڑ چہاڑ ہولی جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب نے چند پیشین گوئیان بہ نسبت نبوۃ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم توریت مین سے نکالکر پیش کین منجملہ وہ پیشین گوئی بہی تہی جسمین حضرت موسی علیہ السلام کو خطاب کرکے یہہ ارشاد فرماتے ہین کہ تیرے بہائیونمین سے تجہہ جیسا ایک نبی پیدا کرونگا اور اوسکے مونہہ مین اپنے کلام ڈالونگا اور اس پیشین گوئی کے بعد یہہ فرمایا کہ فیمابین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسی علیہ السلام چالیس باتونمین مماثلت ثابت کرسکتا ہون اس روز تو سوا تقاریر مرقومہ فیمابین اہل اسلام ونصاری اور کوئی گفتگو قابل تحریر نہین البتہ یہہ بات قابل تحریر ہے کہ سوا پادری نولس صاحب اور کوئی شخص لائق گفتگو عیسائیونمیں سے نہ تہا۔ اور انکو تقریر کی نسبت اگریون کہیے کہ قالب الفاظ مین ابہی معانی ڈالنے کی نوبت نہ آئی تہی اور الفاظ ہی سے خانہ پری اوقات کرتے تہے تو البتہ ایک عذر معقول ہے نو بجے سے یہہ جلسہ شروع ہوا تہا۔ اور دو بجے یہہ جلسہ برخاست ہوا اہل اسلام نے اول نماز پڑہی پہر کہانا کہایا اور باہم ایک دوسرے کی تقریر کی خوبی کا ذکر ہوتا رہا اور افضل

خداوندیکو یاد کرکے اون تقریرونکے مزے لیتے رہے اور شہر مین اور اطراف مین یہہ شہرت
اڑگئی کہ مسلمان غالب رہے چنانچہ اسیوجہ سے دوسرے دن اور بہت شائق آپہونچے۔ القصہ اوس روز
سبکو یہی ذکر وشغل تہا زبان وکان دونون اسی قصہ اور اسی کہانی مین مصروف تہے مولوی
محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ اب گونہ اطمینان حاصل ہوگیا مجمع پادریان مین کوئی اس قابل
نہین معلوم ہوتا کہ جسنے بظاہر کچہہ اندیشہ خاطر پیدا ہو ہان انکی بے انصافی سے تو دل افسردہ
ہوتا ہے بعدہ مولوی صاحب نے واعظین کو فرمایا کہ میلہ مین متفرق ہوکر وعظ بیان کرنا چاہیے۔
چنانچہ سب واعظین نے جا کر (بجز مولوی منصور علی صاحب کے) علے الاعلان منادی اسلام اور ابطال
عیسائیت کو بیان کرنا شروع کیا اور قبل مغرب تلک تمام میلہ مین عجب کیفیت رہی اور عنایت
ایزدی سے کوئی پادری مقابل نہوا۔ خدا معلوم کہان جان چرائے پڑے رہے۔ اور
مولوی صاحب ایک تحریر جز کے قریب جلدی مین لکھکر اپنے ہمراہ لیتے گئے تہے یہہ تحریر حقیقۃ اسلام
مین تہی) اور کچہہ مضمون ابطال کفارہ وغیرہ مین مولوی صاحب نے بیان فرمایا کہ اسکو بہی بقید تحریر
کرلو اور کل کو شاید موقع آپڑے تو میری تحریر اور اس تقریر کو کہڑے ہوکر پڑہ دینا اور
اسکے اور بہی آپسمین صلاح ومشورہ رہے اس حالت مین عشا کی نماز پڑہکر اور کہانا کہا کر سو رہے
علے الصباح نماز صبح پڑہکر بمقتضای شعر علے الصباح کہ مردم بکار بار روند ٭ بلاکشان محبت
بکوی یار روند ٭ پہر مولوی صاحب نے واعظان مذکورین کو اپنے کام مین مصروف ہونیکی صلاح
دی چنانچہ اون حضرات نے میلہ مین جا کر کماینبغی حق اسلام ادا کیا جزاہم اللہ عن جملۃ المسلمین
خیر الجزا۔ اگرچہ بظاہر ایک امر وہمی معلوم ہوتا ہے مگر حق یہہ ہے کہ اوسدن اوس وقت
سے کیفیت دگرگون معلوم ہوتی تہی بہرحال ۹ بجے تک برابر وعظ ودرس کا شور تمام میلہ مین
رہا پادری لوگ بہی میلہ مین پہرتے تہے لیکن جدہر گذر ہوتا تہا عوام لوگ یہی کہتے تہے
کہ پادری صاحب ہمکو بہی دہمکاتے کو تہے اب تو کچہہ بولئے اور جملہ ہنود بہی خوش تہے
اگرچہ اونکا خوش ہونا۔ از قبیل چو موش بر سر دکان روستا خورسند ٭ تہا۔

کیفیت جلسہ دوم واقعہ روز دوشنبہ ہشتم مئی ۱۸۷۷ء

نو بجے ہی خیمہ گفتگو کی طرف سب مناظران اہل اسلام اور سوا اونکے اور شائقان گفتگو دوڑتے ہوئے دیکھتے کیا ہین خیمہ مین چند کرسیان خالی ہین باقی سب پر آدمی ہی آدمی تھے یہہ سمجھکر کہ شاید پھر جا نملے شوق گفتگو مین پہلے ہی سے اکثر صاحب آ بیٹھے تھے اسپر بہی آدمی گہسے چلے آتے تھے اور سوا اونکے اور عوام خیمہ کے گرداگرد تھے آدمی پر آدمی گرتا تھا سپاہیان پولیس اگر نہ روکتے تو سب اندر ہی پہونچتے جگہ ملتی یا نملتی اسلئے مہتمان جلسہ نے اور بہت سی کرسیان اور موندہے منگائے قریب دوسو اڑہائی سو کرسی وغیرہ کے اوس خیمہ مین ملا کر بچہائی اسپر بہی بہت سے صاحب خیمہ کے گوشونمین اور کرسیونکی قطارونمین کہڑے بیٹہے تھے - اور قنات خیمہ کو جسکو ــــــ بمنزلہ دیوار خیمہ کہئے اوٹہاکر پتلی پتلی چوبون پر استادہ کیا جس سے سایہ کی وسعت ہوگئی اور بہت سے شائق ادہر مین آکہڑے ہوے مگر تسپر اوس سے باہر بہی بہت کثرت سے آدمی تہے شوق گفتگو مین نہ لو کا خیال تہا نہ دہوپ کا دہیان جہان جہان تک آواز کے پہونچنے کا احتمال تہا آدمی ہی آدمی تہے گرمی کا موسم تہا گرمی ہی کا وقت تہا مکان جلسہ ایک صحرا شہر سے دور سایہ کے لئے خیمہ یا درخت آم جسکا سایہ آدہا سایہ آدہی دہوپ - غرض نہ تپش سے بچنے کا کوئی عمدہ سامان نہ لو سے بچنے کے لئے کوئی مکان تسپر یہہ ہجوم تہا اگر یہہ خرابیان نہوتین تو خدا جانے کسقدر انبوہ ہوتا خیر جب آدمی ٹہکانے سر بیٹہہ گئے اور اہل جلسہ ہر ایک کو حسب موقع بٹہا چکے تو اول پادری نولس صاحب نے حسب قرارداد باہمی یہہ بیان کیا کہ آج ہر فریق کیطرف سے گفتگو کے لئے پانچ پانچ آدمی منتخب ہوے ہین کل کی طرح عام اجازت نہین وجہ اس تغیر کی یہہ ہوئی بہت سے کرسٹانون اور بعض ہنود نے مفت کی سامع خراشی سے وقت کہو دیا تہا اور اسوجہ سے جلسہ سابق مین گونہ بے لطفی آگئی تہی اسلئے اہل اسلام اور پادری صاحبان سے سبات کے خواستگار ہوے کہ ہر کس و ناکس کا بولنا بجز سامع خراشی اور کیا مفید ہے اس سے بہتر ہے

کہ ہر فریق مین سے چند آدمی منتخب کیے جائین سو پانچ پانچ آدمی احکام کے لئے مقرر
ہوئے - اہل اسلام مین سے جناب مولوی سید ابو المنصور صاحب معروف مولوی منصور علی صاحب
و مولوی سید احمد علی صاحب و مرزا موحد صاحب یہہ تین صاحب [illegible] اہل کتاب مین بطور الزام
دستگاہ کامل رکھتے تہے اور دو علما مین سے ایک تو مولوی سید احمد حسن صاحب امروہی دوسرے
مولوی محمد قاسم صاحب مگر اوس وقت بیک وجہ یہہ نام اونکا نہین لکھا گیا بجائے مولوی محمد قاسم صاحب
حافظ خورشید حسین صاحب لکھا گیا - اور پادریون مین سے - اول تو پادری نولس صاحب چار
اور جنکے نام یاد نہین رہے - علے ہذا القیاس ہنود مین سے ہی پانچ آدمی مقرر ہوئے بلکہ بوجہ اجتماع
فرقہاے چند ہنود دساعت کے خواستگار ہوئے کہ ہمارا ہر فرقہ جدا ہے ہر ایک فرقہ مین سے پانچ پانچ
آدمی چاہیین چنانچہ اسیکے موافق قرار پایا قصہ کوتاہ پادری صاحب جب بیان تغییر و تبدیل
قوانین جلسہ سے فارغ ہوئے تو اہل اسلام کی طرف سے یہہ استدعا ہوئی کہ پادری صاحب کے
ذمہ ہمارے کل کے اعتراض باقی ہین بغرض اتمام کلام اونکا جواب اول چاہیے پادری صاحب
نے فرمایا کل کی بات کل کے ساتہہ گئی اسمین فریقین سے اصرار و انکار رہا اور اسوجہ سے
بعض اہل اسلام کبیدہ ہوکر یہہ چاہتے تہے کہ اگر یہی نا انصافی ہے تو آجکی گفتگو مین اس سے
زیادہ اور کیا ہوگا - جسکی توقع پر بیٹھے رہیے اس سے تو اوٹھ جانا ہی بہتر ہے مگر مولوی
محمد قاسم صاحب نے اونکی منائی اور پادری صاحب سے کہا اچھا یہی سہی پر خود کہڑے ہوکر باواز
بلند تمام حاضران جلسہ سے یہہ کہا صاحبو کل کے ہمارے اعتراضونکا جواب پادری صاحب عنایت
نہین فرماتے ہمکو پادری صاحب کی انصاف سے یہہ توقع نہ تہی مگر جب نہین مانتے تو کیا کیجے
بمجبوری ہم صبر کرتے ہین اور تازہ گفتگو کی اجازت دیتے ہین اسکے بعد شاید بعض اہل اسلام
نے یہہ کہا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کی کل کی تقریر بوجہ کوتاہی وقت ناتمام رہگئی تہی وہی
پوری ہو جائے پادری صاحب نے بہی شاید اسکو غنیمت سمجھا فرمایا اچھا آج اہل اسلام ہی اول
بیان کرین اسلئے اہل اسلام نے مولوی محمد قاسم صاحب کو اشارہ کیا بسم اللہ مگر گفتگو کے خیمہ مین

اور مولوی ابو المنصور صاحب [illegible]

[illegible] اسباب کو لکھ بھیجے م

آنے سے پیشتر جناب قاضی سرفراز علیصاحب شاہجہانپوری جو کبھی ایک بڑے رئیس تہے قدرمین بگڑ گئے ہین اور لیاقت علمی اور فن مناظرہ مین عمدہ مناسبت رکہتے ہین ایک تحریر لکہکر لائے تہے اور مولوی محمد قاسم صاحب وغیرہ کو سنائی تہی وہ تقریر تو خوب یاد نہین ناتمام سہی ایک بات یاد ہے شاید اس قسم کی بات تہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام آئے تو یہود نے انکار کیا اور حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو یہود و نصاری دونون نے انکار کیا اس سے زیادہ افسوس کچہہ یاد نرہا اگر یاد بہی تہی تو وہ بہی ایک دلچسپ بات ہی تہی غرض وہ تقریر باہم سنی سنائی گئی تہی اور یہہ ٹہہری تہی کہ آج بجلسے وعظ یا جسطرح ہوسکے یہہ بہی پڑہی جائے اسلئے مولوی محمد قاسم صاحب نے جناب قاضیصاحب فرمایا آپ تشریف لائین اور تحریر سناوین قاضی صاحب آگے بڑہے مگر پادریصاحب نے پوچہا آپ ہی ادہین پنجتن ہین جو اسکام کے لئے مخصوص ہوے ہین قاضی صاحب نے فرمایا کوئی نہین پادریصاحب نے فرمایا پہر آپ کیون تشریف لائے ہین قاضی صاحب نے مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف اشارہ کرکے فرمایا انکو گفتگو کی اجازت ہے یہہ مجکو اجازت دیتے ہین پادری صاحب نے فرمایا یہی گفتگو کرسکتے ہین آپکو اجازت نہین ہوسکتی اسلئے مولوی محمد قاسم صاحب ہی کو کہڑا ہونا پڑا۔ اسپر جناب مولوی احمد علیصاحب وکیل عدالت نے ارشاد فرمایا آج آپ اپنے مذہب کے فضائل ہی بیان فرمائین کسی پر اعتراض نفرمائین قصہ کوتاہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب اوس میز کے پاس تشریف لے گئے جہان واعظ کہڑا ہو وعظ کہتا تہا اور نام خدا توحید ورسالت

—— کا ذکر چہیڑا توحید کے متعلق جو کچہہ گفتگو اس آن ہوئی وہ خوب تو یاد نہین رہی پر اغلب یہہ ہے کہ روز اول کی گفتگو کے قریب قریب تہی مگر ہان اسکے ساتہہ یہہ بہی بیان تہا کہ مسلمان توحید کے اوپر اسدرجہ کو مستقیم ہین کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب مین افضل سمجہتے ہین اور بعد خداوند عالم انہین کو جانتے ہین مگر بایہمہ ہاتہہ باندہ کر کہڑا ہونا بہی جو آداب عبودیت ہین ادنے درجہ کا ادب ہے اونکے لئے جائز نہین سمجہتے پہر اسکے بعد حضرت

رسالہ مین غالبًا وہی تقریر بیان کرینگے جو اول روز بیان کی تھی ایک تقریر بیان کی جسکا
حاصل یہہ ہے کہ اب اسکا دیکھنا ضرور ہے کہ کون نبی ہے کون نہین مگر یہہ بات بے تنقیح اصل
ومبنا نبوۃ معلوم نہین ہوسکتی سو بظاہر دو احتمال ہین مبنا نبوۃ یا تو معجزات ہون یا اعمال صالحہ
معجزات پر تو مبنی نہین کہہ سکتے بنا نبوۃ معجزات پر ہو تو یہہ معنی ہون کہ اول معجزہ ظاہر
ہولے جب نبوۃ عنایت ہو مگر سب جانتے ہین کہ امتحان معجزات کے بعد نبوۃ عنایت نہین
ہوتی بلکہ عطاء نبوۃ کے بعد معجزات عنایت ہوتے ہین علیٰ ہذا القیاس اعمال صالحہ کو بناء
نبوۃ نہین کہہ سکتے عمل صالح اوسیکو کہتے ہین جو خدا کے موافق مرضی ہو سو خدا کے حکم احکام
کے معلوم ہونے کے لئے ہی تو نبوۃ کی ضرورت پڑی ہے اور اعمال صالحہ کا علم اور اونکی تمیز
خود نبوۃ پر موقوف ہے نبوۃ اونپر کیونکر موقوف ہوگی جو اونکو مبناء نبوۃ کہئے اور سوا اعمال
ومعجزات اس کام کے لئے اگر نظر پڑتی ہے تو اخلاق حمیدہ پر پڑتی ہے اونکا حصول نبوۃ پر موقوف
نہین آدمی کی ذات کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین اگر کسیکے اخلاق حمیدہ یعنے موافق مرضی خداوندی
ہونگے تو پھر نظر عنایت خداوندی اوسکے حال پر کیون نہ ہوگی لیکن اتنی بات اور قابل گذارش
ہے کہ جیسے انوار مین باہم فرق مراتب ہے آفتاب وقمر وکواکب وآئینہائے قلعی دار و ذرات
زمین مین دیکھئے کتنا فرق ہے - ایسے ہی اخلاق مین بھی باہم متفاوت ہین سو جو لوگ
فہم واخلاق مین بمنزلہ شمس وقمر وکواکب ہون وہ تو نبی ہوسکتے ہین اور جو لوگ بمنزلہ آئینہ
وذرہ وزمین متفیض ہون وہ لوگ سب امتی ہونگے یون کوئی ولی یا صالح ہو تو ہو غرض
انبیا کی حقیقت امتیون کے حقائق کے فہم واخلاق کی اصل ہوتی ہے جیسے آفتاب وقمر وکواکب نور
اور ذرون اور زمین کے انوار کی اصل ہین سو جو لوگ دربارہ اخلاق اصل ہون قابل انعام
ہونگے کیونکہ جب اوروں سے اوپر ہوئے تو خداوند عالم جو سب سے عالی مراتب ہے اونسے نسبت اورونکے
قریب ہوگا اسلئے تقرب مشار الیہ جو نبیونکو ضرور ہے اونہین کو میسر آئیگا اور خلافت خداوندی کے
مستحق وہی ہونگے کیونکہ بادشاہ کی ماتحتی اور اوسکی خلافت بجز مقربان درگاہ اوسکو میسر نہین آسکتی

سو نبوۃ مین بجز خلافت خداوندی اور کیا ہوتا ہے جیسی حکام ماتحت کے احکام بعینہ وہ احکام بادشاہی ہوتے ہین ایسے ہی انبیا علیہم السلام کے احکام بعینہ احکام خدا تعالی ہوتے ہین۔ بالجملہ بناء نبوۃ اخلاق حمیدہ کے کمال پر ہے۔ مگر ہمنے غور سے دیکھا تو اخلاق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سبکو ٹرہ کر پایا۔ آپکے اخلاق کی ایک تو یہی بڑی دلیل ہے جو اورونکے نزدیک موجب اعتراض ہے۔ اور لوگ جہاد کو بڑا اعتراض اس مذہب پر سمجھتے ہین مگر قطع نظر اسکے کہ جہاد اور دینون مین بھی تھا اور عقل سلیم کے نزدیک بیشک ایک عمدہ سامان تہذیب عالم اور ذریعہ رفع شرک والحاد وفتنہ وفساد ہے بے لشکر جرار ممکن نہ تھا سو یہہ لشکر جرار جسنے روم وشام وعراق وایران ومصر وہین کو زیروزبر کردیا آپ کو کیونکر میسر آیا بظاہر سامان فراہمی لشکر دنیا مین دو دیکھتے ہین مال دولت یا حکومت کے جبر و تعدی سو آپ مین دونون نہ تھی آپ کہین کے بادشاہ نہ تھے بادشاہزادہ نہ تھے تاجر نہ تھے جاگیردار نہ تھے تعلقدار نہ تھے جو یون کہیے لشکر نوکر رکھا اور یہہ کار نمایان کر دکھایا حاکم نہ تھے جابر نہ تھے جو یون کہیے ایک ایک دو دو آدمی گھیر گھیر کے مثلاً جیسے بعض سلطنتونکے قصے سنتے ہین منگا لیے اور یہہ سانحہ برپا کیا بجز اخلاق اور کیا چیز تھی جسنے یہہ تسخیر کی اور برابر کے بھائیونکو ایسا مسخر کردیا کہ جہان انکا پسینا گرے وہان خون گرائین پہر یہہ بھی نہین کہ ایک دو روز کا دلولہ تھا ہو چکا عمر بہر یہی کیفیت رہی آپ ہی کے پیچھے گھر سے بے گہر ہوئے زن و فرزند کو چھوڑا گھر بار سب خاک کر ڈالی خویش و اقربا سے لڑے انکو مارا یا انکے ہاتھوں سے مارے گئے یہہ آپکے اخلاق اور آپکی محبت نہ تھی تو اور کیا تھا غرض ملک عرب جیسے بے پیرون خود سرونکو ایسا مٹھی مین لیا کہ کسی نرم مزاج غریب طبیعت کے لوگونکی کسی گروہ کی نسبت بھی ایسی تسخیر آجتک سننے مین نہوگی ایسے اخلاق کوئی بتلاوے تو بہی حضرت آدم علیہ السلام مین تھے یا حضرت نوح علیہ السلام مین تھے یا حضرت ابراہیم علیہ السلام مین تھے یا حضرت موسی علیہ السلام مین تھے یا حضرت عیسی علیہ السلام مین تھے یا کسی اور مین تھے انصاف سے کوئی صاحب بتلائین تو سہی اس قسم

کے اخلاق کا کوئی اور شخص ہوا ہے یہی تقریر ہو رہی تھی اور لوگون پر ایک کیفیت تھی
ہر کوئی ہمہ تن گوش ہو کے مولوی صاحب کی جانب تک رہا تھا کسی کی آنکھون مین سینے مین
آنسو کسیکی آنکھون مین حیرت پادریونکی یہہ حالت کشش در عجیب وحرکت جو پادری صاحب نے
اطلاع دی آپکا وقت ہو چکا سننے والونکو ارمان رہگیا مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا
صاحبو تنگی وقت سے معذور ہون ورنہ انشاء اللہ شام کر دیتا جو کچھہ کہا دریا مین کا ایک قطرہ
سمجھیے۔ مولوی میان صاحب نے پکار کر کہا صاحبو سنلو جو کچھہ بیان ہوا یہہ دریا مین کا ایک قطرہ
ہے خیر جناب مولوی محمد قاسم صاحب تو اپنی جاے پر جا بیٹھے اور پادری نولس صاحب کھڑے ہوے
اور یہہ فرمایا واقعی مسلمانون مین توحید بہت عمدہ ہے پر کاش اسکے ساتھہ تثلیث کا بھی انمین اعتقاد
ہوتا پہر اسکے بعد اول تو عہد عتیق کی کسی کتاب کا حوالہ دیکر کہا کہ دیکھو اس سے بھی تثلیث ثابت
ہوتی ہے اسکے بعد دلائل عقلیہ پر جھکے اور بزعم خود یہہ ثابت کیا کہ توحید بے تثلیث سمجھہ مین
نہین آتی اور توحید بے تثلیث ممکن ہی نہین فرماتے ہین دیکھو ہم ایک کا ہندسہ لکھتے ہین اور اوس
مین طول بھی ہوتا ہے عرض بھی ہوتا ہے عمق بھی ہوتا ہے وہ ہندسہ ایک ہے پر بے ان
تین باتونکے موجود نہین ہو سکتا آدمی کی روح ایک ہے مگر اوسمین خواہش بھی ہے فہم خیال
بھی ہے اور خدا جانے ایک کوئی اور چیز کہی اور کہا دیکھو روح ایک ہے پر بے ان تین باتونکے تو
ہو نہین سکتی دیکھو درخت ایک ہے پر اوسمین جڑ بھی ہے شاخین بھی ہین پتے بھی ہین
وہ ایک بے ان تین چیزون کے نہین ہوتا غرض اثبات تثلیث مین یہہ دلفریب باتین کرتے
کرتے تقدیر کے مسئلہ کیطرف متوجہ ہوے اور یہہ فرمایا کہ مسلمانونکے مذہب مین ایک اور نقصان
ہے کہ انکے یہان تقدیر کی تعلیم کیجاتی ہے اور اسکی سند مین کہا سورہ تغابن مین ہے
ہو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن۔ جسکے یہہ معنی ہین اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا تمکو اسطرح کہ
کوئی تم مین سے کافر اور کوئی مومن۔ اسپر مولوی محمد قاسم صاحب بولے کہ پادری صاحب مین کچھہ عرض
کیا چاہتا ہون ایک دو بات کہہ لون پہر آپ فرمائے جائیگا کل آپ ہمپر یہ اعتراض کرتے

ہے کہ آپ نے اپنے مذہب کے فضائل نہ بیان کئے ہم پر اعتراض کر دیئے آج آپ نے
بھی وہی شیوہ اختیار کیا دوسرا اس مسئلہ تقدیر کو پیش کرنا آپ کی مغلوبیت کے آثار میں
سے ہے پادری صاحبونکی یہہ آخری چال ہوتی ہے جب سب طرف سے مجبور ہو جاتے ہیں
تو تقدیر کے مسئلہ کو پیش کرتے ہیں اور یہہ سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام کو اسکا جواب نہ آئیگا مگر میں
آپکو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اس اعتراض کو بھی پیش کیجئے ہم انشاء اللہ اسکا بھی جواب
دینگے یہہ کہکر کہا اب فرمائیے آخر پادری صاحب نے یہہ مضمون ادا کیا کہ اگر تقدیر کو مانیے تو بندہ
بے گناہ اور خدا ظالم ہوگا جو پہلے سے بہت سے آدمیوں کو جہنم کے لئے تجویز کر لیا اور پھر اوسکے
موافق کیا اوسکو نکالنا تھا نہ دکھا دیتا تھا علاوہ بریں آدمی سب ایک سے ہیں جیسے سب
آدمیوں کے ہاتھ پاؤں آنکھہ ناک کان ایک سے ہیں ایسے ہی روحونکو بھی سمجھئے غرض یہہ فرق
کفر و ایمان پہلے سے نہیں اپنے آپ کوئی مومن ہو جاؤ یا کافر ہو جاؤ جسوقت پادری صاحب
یہہ فرما رہے تھے کہ سب آدمیونکی آنکھہ ناک ایک سی ہیں تو مولوی نعمان خان صاحب کیا فرماتے
ہیں پادری صاحب مجھکو اور اپنے آپکو مستثنی کر لیجئے میں بھی کہتا ہوں آپ بھی کہتے ہیں یا اس
قسم کی بات کسی اور کرسٹان نے کہی تھی اوسپر مولوی صاحب نے یہہ فرمایا سو پادری صاحب بھی
تبسم کرنے لگے اور ماسٹر جعل وغیرہ کرسٹان جو اونکے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے بہت ہی ہنسے
مگر پادری صاحب اپنی کہے چلے جاتے تھے جو پندرہ منٹ ہو چکے اپنے نزدیک مضمون
کو ناتمام سمجھکر مولوی محمد قاسم صاحب وغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کیا کہتے ہیں اگر آپ صاحب
ٹھہر جائیں فرما کر کچھہ اور مہلت دیں تو ہم کچھہ اور بیان کر لیں امیر اونکی تو راست نہ تھی کہ اونکو
مہلت دیجائے لیجئے جب وہ ہمکو مہلت نہیں دیتی تو ہم کیوں دیں اچھا انکا بھی مضمون ناتمام ہی
رہے مگر مولوی محمد صاحب نے یہہ سمجھکر کہ ہم انکو مہلت دینگے تو یہہ بھی ہمکو مہلت دینگے پھر ہم
انشاء اللہ بہت کچھہ بیان کر لیں گے اور انکو اس بات کے کہنے کی گنجائش نہ رہیگی کہ ہمارے اعتراض
بیان نہونے پائے ورنہ حقیقت معلوم ہوتی یہہ کہا پادری صاحب ہم آپکی طرح نہیں کہ اجازت

ہی نہیں ہماری طرف سے اجازت ہے آپ پندرہ منٹ کی جگہہ بیس منٹ بیان کریں
پچیس منٹ بیان کریں تیس منٹ بیان کریں آپ حسب الخواہ بیان کرلیں ہم انشاء اللہ
سبکا جواب دینگے قصہ کوتاہ پادریصاحب نے اُس ایک مضمون کو بہت دیر تک بیان کیا اور
اپنا سا خوب زور سارا تیس منٹ جب ہوچکے تب چپکے ہوئے وہ بیٹھے اور جناب مولوی محمد قاسم
صاحب کھڑے ہوئے اور ہنس کر یہہ فرمایا لیجیے پادریصاحب ہمکو بھی تیس منٹ کی اجازت
دیجیے لاچار ہوکر پادریصاحب کو اجازت دینی پڑی جناب مولوی محمد قاسم صاحب اُسی منبر کے
پاس تشریف لے گئے اور اول یہہ کہا کہ کل کے جلسے میں تو ہماری طبیعت بہت کبیدہ ہوئی تھی پادریصاحبوں
کی طرف سے وہ لوگ کھڑے ہوتے تھے جنکو گفتگو کا سلیقہ نہ تھا الفاظ سے اوقات کی خانہ پری
کردیتے تھے مگر ہاں آج ہماری طبیعت بہت محظوظ ہوئی پادریصاحب بہت خوش تقریر
اور صاحب سلیقہ ہیں انکی باتوں کی جواب دینے کو ہمارا بھی جی چاہتا ہے مگر باوجود اس
لیاقت کے پادریصاحب نے ایسی ایسی غلطیاں کھائی ہیں کہ کیا کہیے میں بغرض توہین
پادریصاحب نہیں کہتا ہوں واقعی بیان کرتا ہوں پادریصاحب کا دعوے کچھہ ہے اور دلیل
کچھہ ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان دعوے تو یہہ کرتے ہیں کہ جیسے ہمارا خدا واحد
حقیقی ہے ایسے ہی وہ باوجود وحدۃ حقیقی کے کثیر بھی حقیقی ہے یعنی حقیقت میں تین بھی
ہے سو اس اجتماع وحدۃ حقیقی اور کثرت حقیقت کے لئے پادریصاحب نے دلیل بیان کی تو
وہ کی جس سے کثرت حقیقی اور وحدت اعتباری کا اجتماع ثابت ہوتا ہے نہ اصل مطلب کا اثبات
پادریصاحب نے جتنی مثالیں بیان فرمائیں سب اسی قسم کی ہیں توضیح کے لیے اول
ایک مثال عرض کرتا ہوں سنیے اگر شکر ایک برتن میں ہو اور کیوڑہ ایک برتن میں اور
پانی ایک برتن میں اور پھر ان تینونکو ایک کٹورے میں ڈالکر شربت بنائیں تو گو دیکھنے
میں وہ تینوں فی الحال ایک چیز نظر آتی ہیں مگر عقل صائب ہنوز ان تینوں چیزونکو بدستور
مختلف الحقیقت سمجھتی ہے غرض ان تین چیزوں کو ترمزوں کے لئے ملایا ہے اگر وہ

تینون سرشت بنجانے کے وقت تین نرہتین تو وہ تین باتین جو مطلوب تہین یعنی
شیرینی اور خوشبو اور تسکین حرارت یا یون کہیے رفع تشنگی کا ہیکو حاصل ہوتین کچھ
اور ہی بات ہو جاتی سو جیسے یہان تین چیزین ایک طرف مین اکہٹی ہو گئین
ہین اور اسوجہ سے باوجود کثرت اور تثلیث حقیقی کے مشاہدہ کے وقت ایک
نظر آتی ہین اور آنکہہ سے ہر ایک جزو کو جدا جدا تمیز نہین کر سکتے ایسے ہی پادری
صاحب نے جتنے مثالین بیان فرمائین اون سب مین تین تین چیزین یکجا اکہٹی
ہین اور نظر سرسری اجمالی مین ہر جگہہ وہ تینون ایک نظر آتی ہین اور باہم تمیز
نہین ہوتی ورنہ حقیقت مین سب مثالونمین مضامین مختلفہ مجتمع ہین عقل حقیقت بین
کے نزدیک ہنوز بدستور ایک دوسرے سے متمیز ہے یعنے ہر ایک کے آثار
ولوازم جدے جدے ہین ہر ایک سے جدی بات مطلوب ہے خواہش نفسانی
کا مثلاً کچہہ اور کام ہے اور قوت خیالیہ کا کچہہ اور اگر بعد اجتماع کثرت نرہتی وحدت
ہوجاتی تو یہہ تین مطلب کاہیکو حاصل ہوتے اسیطرح اور مثالون کو سمجہہ
لیجے الغرض طول عرض عمق تین مضمون ایک جا اکہٹے ہو گئے ہین اور اسیطرح
جڑ اور شاخین اور پتے تین جدے جدے باتین ایک جا اکہٹے ہو گئے ہین چنانچہ
ظاہر ہے (اہل فہم کو معلوم ہوگا کہ درخت کی مثال مین ہر ایک کی جدائی ایسی
ظاہر ہے کہ آنکہون سے ہی معلوم ہوتی ہے) علاوہ برین اگر یہی اتحاد اور وحدت ہے
تو ایسا اتحاد اور وحدت تو اور اعداد مین بہی پایا جاتا ہے تین ہی کی کیا خصوصیت
ہے جو تثلیث کا تو اعتقاد ہے اور تربیع و تخمیس وغیرہ سے انکار پادری صاحب نے
جتنی مثالین بیان فرمائین اونہین کو غور کیجے تو تین سے زیادہ زیادہ مضمون
مجتمع ہین ایک کا مندسہ اگر لکہتے ہین تو سوا طول و عرض و عمق موہوم کے اور
مین سیاہی اور سیاہی کی چمک اور خوبصورتی وغیرہ بہی پائی جاتی ہین ایکجا مثلاً

کتنی صفات اور احوال ہوتے ہین ایک پادریصاحب مین کسقدر اخلاق حمیدہ ہین
اور ایک خدا تعالی مین کتنی صفات کمال ہین ایک درخت مین ہزارون شاخین ہزارہا
پتے ہین ہزارون پہول ہین اور پہر ہر شاخ و برگ اور پہل پہول مین کسقدر رنگین اور
رنگتین ہین علی ہذا القیاس ہر ایک خیمہ ہے اور اوسمین کتنی چوبین ہین اور کتنے آدمی
ہین ایک کے بدن مین یہہ سب کچہہ ہے اور ہر ایک کا ایک روح انسانی مین یہہ سب کچہہ
ہے اور ہر ایک کی ایک ذات خداوندی مین غیر متناہی صفات کمال ہین اور ہر ایک کی ایک
پادریصاحب مین یہہ سب کچہہ ہے اور ہر ایک کے ایک درخت مین یہہ سب کچہہ ہے اور
ہر ایک کا ایک اگر یہی اجتماع کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی ہے تو پادریصاحب نے تثلیث
ہی پر کیون قناعت فرمائی تربیع تخمیس بلکہ تسدیس تسبیع تثمین بلکہ تالیف وغیرہ کا اعتقاد
بہی پادریصاحب کو ضرور تہا ہر اسپہ پادریصاحب نے یہہ بہی ارشاد کیا کہ توحید سے تثلیث
کے نہین ہو سکتی اگر کہتا تہا تو یہہ کہنا تہا کہ تثلیث سے توحید سمجہہ مین نہین آتی اور ممکن
ہی نہین وجہ اسکی یہہ ہے کہ تثلیث تین واحدون کو کہتے ہین [illegible]
سے تثلیث بنجاتا ہے یعنی تین واحد کے اجتماع سے تین کا عدد حاصل ہوتا ہے سو آپ
ظاہر ہے کہ تین کا سمجہنا اور تین کا وجود بے واحد ممکن نہین اور ایک کا وجود اور ایک کا سمجہہ
لیلے تین کے متصور ہے اور ان سب باتون سے قطع نظر کیجے وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا ایک
شے مین مجتمع ہونا محال ہے جیسے ایک وقت مین ایک شے کا ہونا اور نہونا اور ایک وقت مین
ایک جا پر دہوپ اور سایہ کا ہونا اور گرمی اور سردی کا ہونا محال ہے کسی عاقل کی عقل
اوسکو تجویز نہین کر سکتی ایسے ہی وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کے اجتماع کو کسی کی عقل تجویز
نہین کر سکتی علاوہ برین جاہلونکو ہر فن مین اوس فن کے اہل کمال کا اتباع اور تقلید
ضروری ہے اس نظر سے بہی اس اجتماع کے محال ہونیکو ماننا لازم تہا کیونکہ یہہ مسئلہ منجملہ
مسائل معقول ہے سو تمام معقولیونکا اسپر اتفاق ہے کہ اجتماع نقیضین ورفع نقیضین [illegible]

محال ہے - پھر جب وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی دونون باہم متضاد ہون تو ان دونون
کا ایک جا پر اجتماع کیونکر تسلیم کیا جاے - حاصل تقریر متعلق تثلیث تو ہو چکا لیکن بغرض توضیح
راقم کے یہہ گذارش ہے کہ اگر کوئی کم عقل بھی یہہ تجویز کر سکے کہ وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی مین
تضاد نہین تو البتہ معتقدان تثلیث کو اہل عقل نہسہی دیوانون ہی کے سامنے مونہہ کرنیکی
گنجایش ملتی مگر جب کوئی شخص بھی اِس مضمونکو تجویز نکر سکے تو پھر خدا جانے کس بہروسے اس مسئلہ
کو اہل توحید کے سامنے پیش کیا کرتے ہین - تمام جہان کے مذاہب کو دیکھیے تو کوئی مذہب
کتنا ہی باطل کیون نہو پر اوسمین بھی ایسا مسئلہ مخالف عقل نہوگا جیسا مسئلہ تثلیث مخالف عقل
ہے مگر افسوس صد افسوس ایسی بات تو قبول کر لین اور ایسے ایسے پوچ اعتراض کرین -
جنکے لیے اہل عقل کے نزدیک جواب کی حاجت ہی نہو - اگر اس قسم کی باتونکا بھی تسلیم
کر لینا انسان کے ذمہ ہے تو ظلم قتل جھوٹ فریب زنا اغلام وغیرہ گناہان اور مخالفت خدا
و انبیا کا طاعت و عبادت ہونا بھی واجب التسلیم ہوگا کیونکہ ان باتونکا طاعت و عبادت ہونا
اسقدر دور از عقل نہین جسقدر وحدت حقیقی اور کثرت حقیقی کا اجتماع دور از عقل ہے یہہ کیا
انصاف ہے کہ تثلیث اور کفارہ کو تو باوجود مخالفت عقل مان لیجے اور دین محمدی کو جسمین
مخالفت عقل کا سلیم کوئی اعتراض وارد نہین ہو سکتا تسلیم نکیجے باوجود اجتماع خورد نوش
اور اضطرار بول براز و مرض و موت اور بیچارگی وقت قتل حضرت عیسی علیہ السلام کی الوہیت کو تسلیم کر لین
اور اونکے اقرار عبودیت اور بنی آدم ہونے پر بھی کچھہ خیال نکرین اور باوجود ظہور معجزات اور دلالت
اخلاق و افعال و دیگر علامات و عدم مخالفت عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوة مین تامل ہو عقل راہبر
دین و دنیا ہے اوسکی مخالفت پر کمر باندہی تو پھر وہ کیا چیز ہے جسکا اتباع کیا جائیگا خیر اسکے بعد اعتراض
متعلق مسئلہ تقدیر کی نوبت آئی مگر غالبا ہو اہینا [illegible] یہہ کہا کہ پادری صاحبون کا دستور ہے کہ جب
کچھہ بن نہین پڑتی تو مسئلہ تقدیر کو لے دوڑتے ہین یہہ آخر کی چال اور آخری تدبیر ان صاحبونکی [illegible]
[illegible] مطلوبیت کی نشانی [illegible] مسئلہ کی نوبت آئی مگر [illegible] ہم بھی

انشاء اللہ اسکا جواب شافی دیتے ہین ہان بوجہ تنگی وقت اور نیز بلحاظ حاضرین باریک
مضامین کے بیان کرنے سے تو مین معذور ہون ایک دو موٹی بات عرض کرتا ہون - اسپر
ایک پادریصاحب جنکے گلے مین فوجی تمغہ پڑا ہوا تہا نام اونکا یاد نہین اینگٹ تہا یا کچھ اور
بولے آپ پہلو تہی کرتے ہین - مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو اسپر غصہ آگیا دو چار ترش باتین
اونکو سنائین - مگر جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے مولویصاحب کو تہاما اور کہا آپ کو نہین کہتے
مجکو کہتے ہین ادہر پادریصاحب موصوف سے کہا آپ بڑے پادریصاحب سے اجازت لو تو مین
پہر دیکہین مین پہلو تہی کرتا ہون یا بیان کرتا ہون قصہ کوتاہ پادریصاحب موصوف تو
کچھ نہ بولے اور جناب مولوی محمد قاسم صاحب نے اپنا مطلب شروع کیا بغرض توضیح
اول ایک مثال بیان کی اور یہہ کہا فرض کرو ایک قطعہ زمین کسی شخص کا افتادہ ہے
جسمین مکان دیوار کچھ نہین مالک زمین نے چاہا اسمین مکان بنایئے بحیثیت مالکیت
مالک مذکور کو اختیار ہے جس طرف جو چاہے بنائے چاہے دالان بنائے چاہے باورچی خانہ چاہے
پاخانہ یا غسلخانہ بنائے زمین کیطرف سے کچھ انکار نہین گویا قطعہ زمین بزبان حال یون
عرض کرتا ہے مین ہر طرح سے حاضر ہون جسطرف جو چاہیے بنائیے خیر مالک زمین نے اپنے نزدیک
مناسب نامناسب دیکھکر کہین دالان در دالان یا آگے پیچھے دالان اور کوٹہا بنایا کہین کوٹہری کہین
باورچیخانہ کہین غسلخانہ کہین پاخانہ کہین بدرو موری کہین دروازہ بنا کر مکان کو تیار کیا
مگر جیسے قبل تعمیر صاحب زمین کو اسباب کا اختیار تہا کہ جہان جو چاہے بنائے ایسے ہی
بعد بنا لینے کے اسباب کا اختیار ہے کہ جہان جو چاہے کرے دالان مین پاخانہ پہرو تو
اوسکو انکار نہین اور پاخانہ مین جا کر جلوس کرو تو اوسکو دشوار نہین ہان جیسے بنانے کے وقت
مناسب نامناسب کا لحاظ رہا کام کرتے وقت بہی مناسب نامناسب کا لحاظ ہوگا یعنی جیسے پہلے
مثلاً اسباب کا خیال تہا کہ اگر موقع بے موقع دالان وغیرہ بنایا جائیگا تو نقشہ مکان ناموزون
ہو جائیگا اب یہہ خیال پیش نظر ہوگا کہ اگر موقع بے موقع کام کیا جائیگا تو خلاف تہذیب عقل سمجہا جائیگا

لیکن اس صورۃ مین اگر فرض کرو پاخانہ کو زبان عنایۃ ہوجاوی اور وہ یہہ عرض کری کہ ہمنی کیا تقصیر کی ہی جسکے عوض یہہ سزا ملتی ہے کہ ہر روز پاخانہ اور نجاستہ ڈالاجاتا ہی اور دالان اور شہ نشین نے کونسا انعام کا کام کیاہی جسپر بوریا بچھاکر شطرنجی بچھاتی ہین اوسپر چاندنی اوسپر قالین بچھایا جاتا ہے گاؤتکئے رکھی جاتی ہین شیشہ آلات سی آراستہ کرتی ہین جھاڑ اور فانوس روشن کئی جاتی ہین گلدستہ رکھے جاتی ہین عطر سے معطر کرتی ہین گلاب پاشی سے رشک گلزار بنا دیتے ہین تو مین حاضران جلسہ سی پوچھتا ہون کہ اس صورۃ مین مالک زمین و مکان کی طرف سے بہی جواب ہوگا یا کچھ اور کہ تو اسی قابل ہے اور تجکو اسلئے بنایا ہے اور دالان اوسی قابل ہی اور اوسکو اسیلئے بنایا ہے مگر جب ہم تم اس تہوڑی سی نام مالکیت کی بہروسی زمین و مکان و پاخانہ پر یہہ تحکم کر سکتے ہین تو کیا خداوند مالک الملک وحدہ لاشریک لہ اپنی مخلوقات پر یہہ تحکم نہ کرسکیگا ہماری تمہاری مالکیت ہی برآنام اور قبضہ و تصرف بہی برآنام بیع وشرا سی ملک و قبضہ اوٹھ جاتی مرجائین تو ملک و قبضہ اوٹھ جاتی پہر اوسپر مکان کا وجود بانی مکان کے وجود کا تابع نہین بانی مکان مرجاتی تو مکان نہین مرتا اسپر تو یہہ تحکم ہو خداوند مالک الملک کا قبضہ بہی ایسا کہ اوٹھ نہین سکتا ملک بہی ایسی کہ زوال کا احتمال نہین بلکہ جیسی آفتاب دہوپ پر اس بعد پر کہ لاکہون کوس اوس سے دور ہی اسطرح قابض ہے کہ آئی تو ساتھ لائی اور جائی تو ساتھ لیجائی اور زمین باوجود اس قرب کے کہ اوسمین اور دہوپ مین کوئی حجاب نہین اتنا بہی دہوپ پر اختیار نہین رکھتی کہ گہڑی دو گہڑی کی لئے ہی رکھ لی آفتاب چلا جائی اور دہوپ نجائے ایسی ہی خداوند مالک الملک اور موجودات کی وجود کو سمجھو ہمارا وجود باوجودیکہ خدا کی وجود سے علیحدگی ہے یعنی یہہ نہین کہ خدا اور بندی ایک ہین پہر خدا کی قبض و تصرف مین اسطرح سی ہے کہ اوسکی طرف سی ارادہ ہو تو ملی نہ ہو تو نہ ملے اور ہمارا وجود ہمسی گو اتنا قریب ہے کہ ہم مین اور اوسمین کچہ فاصلہ نہین کوئی حجاب نہین مگر ہمارے اختیار مین نہین خدا چاہی تو ہمسی چہین لے اور ہم چاہین تو خدا سی اپنا وجود چہین کر رکھ نہین سکتے یا یون سمجہو مالک مکان اگر اپنی مکان میں رعیت بسائی تو گو خود اوس مکان سے دور رہے اور رعیت کی لوگ اوسمین رہتی ہین پر جسقدر مالک مکان

اوس مکان پر قابض ہوتا ہی اوسقدر رعیتہ کی لوگ اوسپر قابض نہین ہو سکتی مالک مکان چاہی تو رعیتہ کو مکان سے نکالدی اور رعیتہ کی لوگ چاہین تو بطور خود مالک مکان کو بیدخل نہین کر سکتے غرض ہمارا وجود گو ہمسی متصل ہی پر ہماری قبضہ مین نہین خدا کی قبضہ مین ہی گو اوس سے علاحدہ ہے پھر جیسے قبضہ آفتاب ہے ہوپ سے اوٹھہ نہین سکتا ایسے ہی خدا کا قبضہ ہماری وجود اوٹھہ نہین سکتا اور جب وسکا قبضہ ہماری وجود سے اوٹھہ نہین سکتا تو اوسکی ملک بھی قابل زوال نہین یعنی علتہ ملک یہی قبضہ کامل ہی جانوران صحرائی اور ماہیان دریائی وغیرہ اشیا اگر ملک مین آتی ہین تو اس قبضہ ہی سی آتی ہین اور بیع وشرا وغیرہ مین یہ قبضہ ہی منتقل ومتبدل ہوجاتا ہے علاوہ برین جیسے نور زمین جسے دہوپ کہتی ہین زمین کا خانہ زاد نہین آفتاب سے مستعار ہے اور آفتاب کا خانہ زاد ہی ایسے ہی ہمارا وجود ہمارا خانہ زاد نہین ہماری پاس خدا کی طرف سے مستعار ہی ہان خدا کا خانہ زاد ہی اور ظاہر ہی کہ مستعار چیز اپنی ملک نہین ہوتی اوسکی ملک ہوتی ہی جسکی طرف سی عطا ہوئی ہے یعنی جسکے خانہ زاد ہوتی ہی پھر اوسپر سی اوسکا قبضہ وٹھہ نہین سکتا جو بیع وشراء وہبہ وتملیک کا احتمال ہو اس صورۃ مین کیونکر کہدیجی کہ خدا کی ملک قابل زوال ہے بلکہ خواہمخواہ اسکا اقرار ضروری ہے کہ خدا کی ملک ازلی اور ابدی ہی الحاصل اس تام کے قبضہ اور مالکیتہ پر جو ہمیشہ معرض زوال مین ہی ہمکو اس تحکم کی اجازت ہی اور کسیکو اوسپر اعتراض نہین تو اس خداوند عالم مالک الملک کو جسکی مالکیتہ ازلی اور ابدی ہے اور اوسکا دائمی اور سرمدی ہی اوسینی اپنے وجود سی ہم سبکو وجود عنایت کیا اسقدر تحکم کا کیونکر اختیار نہوگا کیا وہ گنہگارون سے یہہ نکہہ سکیگا کہ تم اسی لائق ہو اور نہین اسلیئے بنایا ہے اور مطیع وفرمانبردار اوسی لائق ہین اور اونہین اوسکیے لئے بنایا ہی غرض مجموعہ عالم مین نیک وبد کی اجتماع سی اسطرح موزونی پیدا ہوتی ہے جیسی دالان اور باورچی خانہ وغیرہ کی فراہمی سے مکان کی موزونی پیدا ہوتی ہی جیسے وہان دونون کی اجتماع مین کمال مکان ہی ایسے ہی یہان بھی دونون کے اجتماع مین کمال عالم ہی اس قسم کی تقریرونکی بعد وقت مین گنجائش نرہی تین منٹ ہو چکے

مولوی محمد قاسم صاحب تو بیٹھ گئے پادری نولس صاحب کھڑے ہوئے اور فقط اتنا فرمایا
کہ میں جانوں پاخانہ کی مثال اچھی نہیں اور اوسوقت ایک کرسٹان اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے
آہستہ سے بولے اچھا زمین کو نعوذ باللہ خدا کا پاخانہ بنایا مولوی محمد قاسم صاحب یہ سنکر
پھر میز پر آ موجود ہوئے اور یہہ کہا کہ مثالوں میں مناقشہ انصاف سے بہت بعید ہے ایک
مکان اور مکانات مثل دالان پاخانہ وغیرہ میں اتنا تو تناسب ہے کہ یہ بھی مخلوق وہ بھی مخلوق
خدا میں اور مخلوقات میں اتنا بھی تناسب نہیں وہ خالق تو یہ مخلوق وہ واجب الوجود تو یہہ
ممکن الوجود انکا رتبہ تو پاخانہ سے بھی کمتر ہے خصوصاً گنہگاروں اور کافروں کا رتبہ تو
اس سے بھی کم ہے علاوہ بریں خداتعالی اور بندوں کی مثالیں سب یہی ہیں جو ہیں حاصل ان مثالوں کا
یہی ہوتا ہے کہ خدا کامل ہے اور مخلوقات ناقص جب مشبہ مشبہ الیہ میں فقط کمال اور
نقصان پر نظر ٹھیری اور سوا اوسکی اور خصوصیات پر جو خداوند جل مجدہ میں اونکا تصور
منجملہ تصور محالات ہے نظر نہوئی تو مکان کی مثال مذکور میں بھی اتنی ہی بات پر نظر رکھنی چاہئے
کہ جیسے مکان کی عمارات میں فرق کامل و ناقص ہے اور پھر اوسکے سب زیر حکم و زیر تصرف
مالک مکان ہوتی ہیں نہ کامل کو سرتابی کی گنجایش نہ ناقص کو حکم و تحکم سے انکار ایسے ہی عالم
میں بھی فرق کامل و ناقص ہے پھر اوسپر یہ سب کے سب زیر حکم و تصرف خالق عالم ہیں علاوہ
بریں یہہ مثال نہیں اور مثال بھی یہہ کہکر دوسری مثال بیان کی پر وہ مثال یاد نہیں
آتی ہاں بعد اختتام مباحثہ اس قسم کی مضامین کے بیان میں مولوی محمد قاسم صاحب نے
یہہ مثال کئی بار بیان فرمائے کہ بجای پاخانہ گدہوں کا طویلہ اور سوروں کی آخور تجویز
کر کے وہی سوال و جواب جو پاخانہ اور مالک مکان کی فیمابین فرض کئی تہی فرض کیجیے
اور پھر دیکھیے وہ اعتراض کہاں جاتا ہے قصہ کوتاہ مولوی محمد قاسم صاحب کی خوش بیانی
اور پادری صاحب کی افسردگی اوسوقت قابل دید تہی جب مولوی محمد قاسم صاحب فارغ
ہوئی پادری صاحب نے فرمایا کہ اب بھائی ہندو اپنا بیان کریں چنانچہ اسی بات کو سنکر

ایک پنڈت موقع گفتگو پر آن کہڑی ہوئے مگر ایک لمبی پادری جو بڑی پادری صاحب کی
قریب ہی بیٹھے تھی اور اونکی اوٹھنی بیٹھنے سی یہ نمایان تہا کہ بعد پادری نول صاحب انہین کا
رتبہ ہی پادری صاحب کی طرف جھک کر کان مین کچھ فرماتی لگی ظاہرا یہ معلوم ہوتا تہا کہ دفع
بدنامی کی لئی اسبات کی خواستگار تھی کہ بہی بانہ ہی کچھہ غلط صحیح بیان کرکی بات نبا لی چاہئے
ورنہ یہی مشہور ہوگا کہ مسلمانونکی بات کا جواب نہ آیا خیر پادری صاحب اون صاحب کی طرف
اشارہ کرکی فرماتی ہین یہہ بہائی کچھ بیان کرنا چاہتے ہین مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا
بیان کرین مگر پہر ہم ہی کچھ بیان کرینگے خیر کچھہ گفت شنود کی بعد وہ پادری صاحب فرمانی پر آئی
تو کیا فرماتے ہین کہ مولوی صاحب نے منطق کی بہت سی دلیلین بیان کی ہین اور منطق ایک
علم ہی کہ اوسکی بہت سی باتین کسیکی سمجھہ مین نہین آتی اور دلیلین دو قسم کی ہوتی ہین ایک
مطلق ایک مقید مطلق وہ ہی جو احاطہ کی اندر ہو اور مقید وہ ہی جو احاطہ سی باہر ہو غرض
یعنی مطلق یعنی مقید
صحیح لفظی اور صحیح معنوی دونون بدرجہ تمام تہین قاف کی بدلی کاف کام لیتی تہی اور مطلق
تقسیم مین مقید کی معنی اور مقید کی تقسیم مین مطلق کی معنی بیان فرماتی تہی اوسوقت مولوی رحیم اللہ صاحب
مولوی فخر الحسن صاحب اور مولوی محمود حسن صاحب کی طرف دیکہہ کر ہنسی اور وہ بہی ہنسی اسپر مولوی
محمد قاسم صاحب نے ارادہ کیا کہ کچھ بیان کرین غرض یہہ تہی کہ تمہی منطق جاننی والی دیکھے
نہین تم منطق کی باتونکی سمجھنی کو کہتی ہو فضل الہی — اب بہی ایسی ایسی آدمی موجود ہین جو
منطق کو نئی سر سی ایجاد کر دین مگر مولوی احمد علی صاحب ساکن نگینہ نی روکا اور یہ کہا کس کے
مقابلہ مین کہڑی ہوتی ہو حق واضح ہو گیا پہر کاہیکو اوٹہتی ہو غرض اس قسم کی گفتگو آخر جلسہ مین
بیان کی مگر بعد مین مولوی محمد قاسم صاحب نے شنا کر یا خانہ کی مثال پر پادری صاحب کس ہونہ سی
اعتراض کرتی ہین یعنی اونکا خدا انونبول برازسی منزہ نہین خدا جانی نہ بیان کرنیکا یہ باعث تہا
کہ کسیکو سنا نہ لگی یا اوسوقت خیال ہی نہ آیا اسکی بعد پہر ہندو کچھ کہتی رہی اور انہین کی تحریر وہین
اول اوس پنڈت نی ایک تحریر مختصر پڑہی جسکی موقع گفتگو پر آنی کا ہم اول ذکر کر چکی ہین وہ

تحریر ناگری مین لکہی ہوئی تہی مضمون اوسکا اکثر اہل اسلام اسوجہ سی کم سمجہی کہ اوسکی اکثر
الفاظ زبان سنسکرت کے تہی اپنی سمجہہ مین جسقدر آیا اوریاد رہا وہ یہہ ہی کہ مباحثہ مین نفسانیت
نہین چاہئی اور شاید اوسی تحریر مین یہہ بہی تہا کہ پادری صاحب جو ترجمونکی کثرت سے یہ استدلال
کرتی ہین کہ انجیل کتاب آسمانی ہی تو اسکا یہہ مطلب ہی کہ جو چیز کثرت سے ہو وہ اچہی ہوتی ہے
حالانکہ کیڑی مکوڑی عالم مین آدمیوں سی زیادہ ہین اور افضل بنی آدم ہین یا یہہ مضمون یون ہی
زبانی اون پنڈت صاحب نے بیان کیا تہا اور اغلب یہہ ہی کہ اوسوقت اون پنڈت صاحب نے
یہہ بہی کہا تہا کہ مین سب سے پوچہتا ہون اور مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف اشارہ کرکے
کہا خاص ان مولوی صاحب سے پوچہتا ہون کہ نبوۃ کی لئی کس چیز کی ضرورت ہے یا اسکی قریب
قریب کچہہ ہی اور مضمون تہا اسپر مولوی محمد قاسم صاحب سے پہلی پادری نولس صاحب نے
فرمایا یہہ تو دیا اخلاق چاہئیں پہر مولوی محمد قاسم صاحب کی تقریر کیطرف اشارہ کرکی کہا کہ اونہون نے
بیان تو کردیا ہے کہ نبوۃ کی لئی اخلاق کی ضرورت ہے اور اسکے ساتہہ مولوی محمد قاسم صاحب نے
بہی یہی کہا سو وہ تو ایک دو بات کی بعد چپ ہو رہے مگر ایک فقیر سرہنگ آئی اور ایک تحریر
کہول جو بخط ناگری لکہی ہوئی تہی آئی اور پڑہنی شروع کی اکثر الفاظ سنسکرت کی تہی
اور اوسی زبان کی دوہرا اوسمین مرقوم تہی اس سبب اکثر اہل اسلام اوسکو پورا پورا نہ سمجہہ سکے
جسقدر سمجہہ مین آیا تو یہہ آیا کہ ہندوؤنکی نسبت دربارہ اعمال و اقوال کچہہ دور دبک تہی باقی
علمیۃ کی بات کوئی نہ تہی اسکے بعد منشی پیارےلال نی ایک تحریر پڑہی اوسمین گوشت کے
حلال ہونی پر یہہ اعتراض تہا کہ یہہ ظلم ہی اور پہر اوسکی ساتہہ یہہ بہی تہا کہ اہل اسلام حرم
جانوروں یعنی مکہ معظمہ کی جنگل کی جانوروں کو نہین کہاتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک
بہی گوشت کہانا جائز نہین اسپر مولوی احمد حسن صاحب نے کچہہ ایسا فرمایا کہ ظلم اوسی کہتے
ہین جو کسیکی چیز کو اوسکی خلاف مرضی اور بلا اجازت تصرف مین لائی اور اجازت سی تصرف
کرے تو اوسکو ظلم نہین کہتے سو ہم جانورونکو اگر کہاتی ہین تو خدا کی اجازت سی کہاتی ہین

باقی حرم کی جانورونکا نہ کہانا ایسا ہی جیسا کوی شخص اپنی محبوب کے کوچہ کی جانورنکو باوجودیکہ
گوشت کہایا کرتا ہو کچہ نکہی اوسکی بعد پادری نوس صاحب نے کہڑی ہو کر کہا شمال کیطرف
بعض اقلیموں مین سردیکی کثرت کے باعث کہیتی کہاس کچہ نہین ہوتی ہان جانور البتہ ہوتی ہین
اور پہر اسپر وہان بہی آدمی آباد ہین اگر جانور حلال نہون تو وہ سب آدمی ضائع ہو جائین
اور خدا تعالیٰ کی رحم سے بہت بعید ہی کہ ایک مخلوق کو پیدا کری اور اونکی کہانیکے لئے
کچہ نہ پیدا کری غرض وہان یہی گوشت غذا ہی اگر حلال نہو تو وہانکی تمام آدمی مرجائیں
اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا اور اہل اسلام سی یہہ کہا گیا کہ کل گفتگو اور مباحثہ ہوگا۔
اوسہی وقت مولوی محمد قاسم صاحب نے پادری صاحب سے کہا ہم آپکے اخلاق کی بہت مشکور ہین
اور اسوقت ہم رخصت ہوتی ہین پادری صاحب نے فرمایا مین بہی آپکے اخلاق سے بہت خوش ہوا
اور پہر نام و نشان و مکان پوچہا مولوی صاحب نے اپنا تاریخی نام خورشید حسین بتلایا اور
یہہ کہا مین ضلع سہارنپور کا رہنی والا ہون قصہ مختصر میلا برخاست ہوا باہر آتے ہی مولوی
محمد قاسم صاحب کے گرد ایک ہجوم تہا ہندو مسلمان سب گہیری کہڑی تہی مسلمانونکو اوسوقت
جو کیفیت تہی سو تہی مگر ہندو بہی بہت خوش تہی آپس مین کہتی تہی بلی لگی والی مولوی نے
پادریونکو خوب مات دی وہ پنڈت صاحب بہی اوسوقت مولوی صاحب کے پاس آ بیٹہی
جنہون نے جلسہ مین یہہ کہا تہا کہ مین سب سے پوچہتا ہون اور مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف
اشارہ کر کی کہا تہا خاص کر انسے اور اوسوقت یہہ کہا کہ مین سچی جی سی مذہب کے مقدمہ مین
پوچہنا چاہتا ہون پر آدمی اوس سے پوچہی جو دوسرونکو سمجہا سکے یعنی اسلئے مولوی محمد قاسم
صاحب کے تخصیص سے مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا جو کچہ آپ فرماتے ہین ہماری دل کو بہی لگتا
ہے اور ہم آپسے امید رکہتی ہین کہ جو کچہ ہم کہینگے آپ بہی اوسکو صداقت ہی پر محمول کرینگے
تعصب و سخن پروری نہ سمجہینگے مگر مذہب کے باب مین اطمینان ایسکے منظور نہین کہ چہہ پندرہ روز
آپ در ہم ساتہہ رہین اور باہم مذہب کی باتین کرتے رہین پنڈت جی نے کہا ہان ٹہیک ہی اور کیفیت

ہمراہی کا بھی اقرار کیا مگر پھر اونکا پتا نہ لگا تھوڑی دیر کی بعد مولوی میاں الضا صاحب نی آکر
فرمایا پادری کہتی ہیں کہ گو یہہ صاحب یعنی مولوی محمد قاسم صاحب ہماری خلاف کہتی تھے
پر انصاف کی بات یہہ ہی کہ ایسی تقریریں اور ایسی مضامین کبھی نہ سنی تھی ادہر مولوی
احمد علی صاحب نے آکر فرمایا پادری باہم کہتی ہیں آج ہم مغلوب ہوگئی بعد عصر مرزا موحد صاحب
پادری نولس صاحب کے پاس گئے ادہر اودہر کی باتیں کرکی یہ کہا توریت میں تصریح تقدیر
کا ثبوت ہی پھر آپنے یہہ کیا کیا جو تقدیر کا انکار کیا پادری صاحب نے فرمایا ہاں توریت میں
تقدیر کا ثبوت موجود ہے مگر عیسائیوں میں دو فرقی ہیں اور اون دونو کی کچھ نام بتلائے
خوب یاد نہیں رہی اور پھر یہہ کہا کہ ہم اون لوگوں میں ہیں جو منکر تقدیر ہیں مگر اہل فہم
خود سمجھہ گئی ہونگے کہ اس صورۃ میں پادری صاحب کا اعتراض نسبۃ تعلیم تقدیر پر جو مقابلہ
مولوی محمد قاسم صاحب پیش کیا تہا اور مولوی محمد قاسم صاحب نے اوسکا جواب دندان شکن
دیا تہا فقط اہل اسلام ہی پر نہ تہا بلکہ توریت پر بہی اونکا اعتراض ہوا جسکے باعث خود اونکے مذہب
کی بیخ و بنیاد اوکہڑ گئی اور سنیے بعد اختتام جلسہ مولوی محمد قاسم صاحب نے مولوی میاں الضا صاحب
سی کہا یوں جی چاہتا ہی پادری نولس صاحب سی تنہائی میں ملئے اور دعوۃ اسلام کیجیے
اونہوں نے پادری صاحب سے کہا ہماری مولوی صاحب آپ سے تنہا ملنا چاہتے ہیں پادری صاحب نے
فرمایا بہتر ہی اسکے بعد مولوی محمد قاسم صاحب پادری صاحب کے خیمہ میں گئی اور اونکا بیان
ہے کہ میں نی پادری صاحب سی یہہ کہا کہ ہم آپکے اخلاق سی بہت خوش ہوئی اور چونکہ اخلاق
باعث محبت ہوجاتی ہیں اور محبت باعث خیر خواہی ہوجایا کرتی ہی تو ہمارا جی چاہتا ہے
کہ دو کلمے آپ کی خیر خواہی کی آپ سے کہیں اور آپ سنیں پادری صاحب نے کہا کہئے مولوی صاحب
نے کہا دین عیسوی سی توبہ کیجیے اور دین محمدی اختیار کیجیے دنیا چند روز ہی اور عذاب
آخرۃ بہت سخت ہی پادری صاحب نے کہا بی شک اور یہہ کہکر چپ ہو رہی مولوی محمد قاسم
صاحب نے کہا اگر ہنوز آپکو تامل ہی تو اللہ سی دعا کیجیے کہ حق واضح کر دی اگر آپ اخلاص سے

دعا کرینگے تو اللہ تعالی کا وعدہ ہی ضرور حق کو روشن کر دیگا پادری صاحب نے کہا مین
روز دعا کرتا ہون کہ یا اللہ میری دلکو روشن کر دی مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا یون دعا
کیجے کہ ان مذاہب مختلفہ مین جو مذہب حق ہو وہ روشن ہو جاوے اور حق و باطل جدا ہو جاوے
پادری صاحب نے فرمایا مین آپکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپنے میری حق مین تنہا دعا کی اور
مین آپکی اثبات کو یاد رکہونگا بعد اختتام جلسہ جو پادری صاحب مولوی کا ملتفت دیتی تہی
قریب عصر مولوی محمد قاسم صاحب کے پاس آئی اور یہہ فرمایا کہ مین ملنی آیا ہون اور مین آب
رخصت ہوتا ہون اب جاونگا مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا آپنے بڑا اکرم کیا نام و نشان
طرفین سے پوچھی گئے اوسکے بعد پادری صاحب نے فرمایا مولوی صاحب آپکی تقریر نہایت
عمدہ ہی مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیری
اسکی بعد سلام کرکے رخصت ہوئی اوسکی بعد [illegible] اور پادری چلتے پہرتی ملی اور ایسا ہی
کچھ کہا جب میلہ برخاست ہونی لگا اور سب اہل اسلام وہانسی روانہ ہوئی تو میلہ کی ہندو
وغیرہ مناظران اہل اسلام کیطرف اشارہ کر کرا اورونکو بتلاتی تہی کہ یہہ ہین تہوڑی دور چلی تہی
کہ گاڑیونکی قطار سی بیس قدم پر ایک جوگی جارہا تہا پانوںمین کہڑاوین سر پر لمبی لمبی بال
برہنہ سر ہاتہہ مین دست پناہ دو چار معتقد اوسکی ساتہہ مولوی محمد قاسم صاحب کیطرف
اشارہ کرکے اپنی ساتہیوںسی کہنی لگا جی مو یہی ہے اتفاقا مولوی محمد قاسم صاحب کی نظر ادہر کو
پڑی تو اوسی سلام کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے التفات سے ہاتہہ اوٹہا کر جواب دیا اوسی جو
دیکہا مولوی التفات سی جواب دیتا ہی تو وہانسی دوڑا اور گاڑیکا ڈنڈا پکڑ کر گاڑیبان سے
کہا تہام دی اوسنی اورونکو آواز دیکر کہا تم جاؤ القصہ گاڑیان تہم گئین جوگی صاحب
بولی تمنی بڑا کام کیا مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا مینی کیا کیا پرمیشر نی کیا اوسنی کہا سچ
کہتی ہو پہر جوگی مذکور نی ہاتہہ اوٹہا کر چار انگشت سی اشارہ کر کی کہا جب تمنی بولی ماری
تو ہمنی دیکہا اوسکا یعنی پادریکا اتنا سر سوکہہ گیا تہا یا یون کہا گہٹ گیا تہا مولوی محمد قاسم صاحب

نے فرمایا تم کہان تھے خیمہ کے باہر تھے جوگی نے کہا ہم بھی خیمہ کے اندر تھے پھر
مولویصاحب ممدوح نے فرمایا آپکا نام کیا ہے اوسنے کہا اجانکی داس مولویصاحب موصوف نے
فرمایا آپ نے مہربانی کی جو آپ آئے اوسنے کہا ہم تو تمہارے بیٹا بیٹی ہین یہہ کہا اور
سلام کرکے چلدیا۔ سید ظہورالدین صاحب ساکن شاہجہانپور امروہہ مین جناب مولوی
محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے۔ ماسٹر جوئل جو مدرسہ انگریزی شاہجہانپور میں ٹرسن مین کہتے ہین
کہ مسلمانون مین ایک عالم دیکھا۔ ایک اور پادری سے سید صاحب کہتے
تھے مینے پوچھا تم اوس روز کچھ نہ بولے اونہون نے کہا تم کیا کہتے مولویصاحب نے کونسی
بات چھوڑ دی تھی جو ہم بولتے ہمارے پادری نولس ہی کو جواب آیا۔ مولوی عبدالوہاب ساکن بریلی
جناب مولوی محمد قاسم صاحب سے کہتے تھے کہ ایک پادری سے میری ملاقات ہے اور کچھ پتے ایسے بتلائے
جس سے یون معلوم ہوتا تھا کہ وہی پادری ایک تھا جنے وقت مباحثہ کے پہلوتہی کا طعنہ دیا
تھا اور پھر بعد اختتام مباحثہ ملنے آیا تھا اور تقریر کی تعریفین کرتا تھا۔ غرض بعد مباحثہ مولوی
عبدالوہاب صاحب اور اوس پادری کی اتفاق ملاقات ہوا تو مولویصاحب نے پادریصاحب سے کیفیت جلسہ
پوچھی پادریصاحب نے فرمایا کہا پوچھتے ہو ہمکو بہت سے اس قسم کے جلسون مین شامل ہونے کا اتفاق ہوا اور
بہت سے علماء اسلام سے اتفاق گفتگو ہوا پر نہ یہہ تقریرین سنی نہ ایسا عالم دیکھا ایک پتلا دبلا سا آدمی
میلے سے کپڑے یہہ بھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ یہہ کچھ عالم ہین ہم جی مین کہتے تھے کہ یہہ کیا بیان
کرینگے یہ تو ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ حق کہتے تھے پر اگر تقریر پر ایمان لایا کرتے تو اس شخص کی تقریر
پر ایمان لے آتے اور پھر یہہ کہا تقدیر کے مسئلہ کو پادری جب چھیڑا کرتے ہین جب کوئی تدبیر غلبہ کی باقی
نہین رہتی پادری نولس صاحب نے لاچار ہو کر یہہ باتین شروع کی تھین پر اوس شخص نے ایسا اون سب کو
اوڑایا کہ پتا نہ لگنے دیا۔ مولوی محمد احسن صاحب کے بریلی مین رمضان خان صاحب کے گھر اونکے [illegible]
کے قریب مسجد مین آذین کہا کرتے مین مسجد ہی [illegible] کی طرف اشارہ کرکے
فرمانے لگے کہ مولویصاحب تو اوتار ہوگئے کہ [illegible] شاہجہانپور سے آئے مین کیفیت مباحثہ کچھ

اسطور بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی طرف سے ایک پتلا سا آدمی میلے سے کپڑے پہنے ہوئے لغو
باتیں دلی ہوئی بیان کرتے کہ شراب خوار اسی تقریرین بیان کیں کہ پادریوں کو جواب نہ آیا
کوئی اوتار ہوتے تو ہوتے فقط

قطعہ تاریخ جناب مولوی عبد الحکیم صاحب رئیس میرٹھ

چہ تقریریست در اثبات حق گوئی
زبان معترض از نطق عاطل شد
من از روح القدس تاریخ پرسیدم
بگفتا دعوے تثلیث باطل شد

۱۸ ۷۶

۱۲۹۳

اشتہار

واضح ہو کہ یہہ رسالہ گفتگوی مذہبی واقعہ شاہجہانپور بندکوشش و سعی محمد ہاشم علی مہتمم
مطبع ہاشمی اور محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی نے جمع کر کے طبع کیا ہی بموجب قانون بست وپنجم سنہ ۱۸۶۷ع
کوئی صاحب تکلیف طبع نفرمائیں ورنہ بامید نفع نقصان اوٹھاوینگے فقط

محمد حیات مہتمم مطبع ضیائی میرٹھ